

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيمِ ط بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

”رمضان وغیرہ کے مدنی پھول“

(01): ”ماہ رمضان کے ۱۳ مدنی پھول“

(یہ تمام مدنی پھول تفسیر نعیمی جلد 2 سے لئے گئے ہیں)

{۱} کعبہ معظمہ مسلمانوں کو بلا کر دیتا ہے اور یہ آکر رحمتیں بانٹتا ہے۔ گویا وہ (یعنی کعبہ) کنواں ہے اور یہ (یعنی رمضان شریف) دریا، یا وہ (یعنی کعبہ) دریا ہے اور یہ (یعنی رمضان) بارش۔

{۲} ہر مہینے میں خاص تاریخیں اور تاریخوں میں بھی خاص وقت میں عبادت ہوتی ہے، مثلاً بقر عید کی چند (مخصوص) تاریخوں میں حج، محرم کی دسویں تاریخ افضل، مگر ماہ رمضان میں ہر دن اور ہر وقت عبادت ہوتی ہے۔ روزہ عبادت، افطار عبادت، افطار کے بعد تراویح کا انتظار عبادت، تراویح پڑھ کر سحری کے انتظار میں سونا عبادت، پھر سحری کھانا بھی عبادت، الغرض ہر آن میں خدا (عَزَّوَجَلَّ) کی شان نظر آتی ہے۔

{۳} رمضان ایک بھٹی ہے جیسے کہ بھٹی گندے لوہے کو صاف اور صاف لوہے کو مشین کا پرزہ بنا کر قیمتی کر دیتی ہے اور سونے کو زیور بنا کر استعمال کے لائق کر دیتی ہے، ایسے ہی ماہ رمضان گنہگاروں کو پاک کرتا اور نیک لوگوں کے درجے بڑھاتا ہے۔

{۴} رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب 70 گنا ملتا ہے۔

{۵} بعض عدا فرماتے ہیں کہ جو رمضان میں مر جائے اُس سے سوالاتِ قبْر بھی نہیں ہوتے۔

{۶} اس مہینے میں شبِ قدر ہے، گزشتہ آیت (یعنی پارہ 2 سورۃ البقرۃ آیت 185) سے معلوم ہوا کہ قرآنِ رمضان میں آیا اور دوسری جگہ فرمایا:

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (پ ۳۰، القدر: ۱) تَرْجَمَةً كُنُزُ الْإِيمَانِ: بے شک ہم نے اسے شبِ قدر میں اتارا۔

دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ شبِ قدرِ رمضان میں ہی ہے اور وہ غالباً ستائیسویں شب ہے، کیونکہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ میں نو حروف ہیں اور یہ لفظ سورۃ قدر میں تین بار آیا۔ جس سے ستائیس حاصل ہوئے معلوم ہوا کہ وہ ستائیسویں شب ہے۔

{۷} رمضان میں دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں جنت آراستہ کی جاتی ہے، اس کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اسی لئے ان دنوں میں نیکیوں کی زیادتی اور گناہوں کی کمی ہوتی ہے جو لوگ گناہ کرتے بھی ہیں وہ نفسِ امارہ یا اپنے ساتھی شیطان (ہمزاد) کے بہکانے سے کرتے ہیں۔

{۸} رمضان کے کھانے پینے کا حساب نہیں۔ (یعنی سحر و افطار کے کھانے پینے کا)

{۹} قیامت میں رمضان و قرآن روزہ دار کی شفاعت کریں گے کہ رمضان تو کہے گا:

مَوْلَىٰ (عَزَّوَجَلَّ)! میں نے اسے دن میں کھانے پینے سے روکا تھا اور قرآنِ عرض کرے گا کہ یا رب (عَزَّوَجَلَّ)! میں نے اسے رات میں تلاوت و تراویح کے ذریعے سونے سے روکا۔

{۱۰} حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) رَمَضَانَ الْبَارِكِ میں ہر قیدی کو چھوڑ دیتے تھے اور

ہر سائل کو عطا فرماتے تھے، ربِ عَزَّوَجَلَّ بھی رمضان میں جہنمیوں کو چھوڑتا ہے، لہذا چاہئے کہ رمضان میں نیک کام کئے جائیں اور گناہوں سے بچا جائے۔

{۱۱} قرآن کریم میں صرف رَمضان شریف ہی کا نام لیا گیا اور اسی کے فضائل بیان ہوئے، کسی دوسرے مہینے کا نہ صراحتاً نام ہے نہ ایسے فضائل۔ مہینوں میں صرف ماہِ رَمضان کا نام قرآن شریف میں لیا گیا۔ عورتوں میں صرف بی بی مریم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کا نام قرآن میں آیا۔ صحابہ میں صرف حضرت (سیدنا) زید ابن حارثہ (رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ) کا نام قرآن میں لیا گیا جس سے ان تینوں کی عظمت معلوم ہوئی۔

{۱۲} رَمضان شریف میں افطار اور سحری کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے یعنی افطار کرتے وقت اور سحری کھا کر۔ یہ مرتبہ کسی اور مہینے کو حاصل نہیں۔

{۱۳} رَمضان میں پانچ حروف ہیں ر، م، ض، ا، ن۔ ر سے مراد رحمتِ الہی، میم سے مراد مَحَبَّتِ الہی، ض سے مراد ضمانِ الہی، اَلِف سے امانِ الہی، ن سے نورِ الہی۔ اور رَمضان میں پانچ عبادات خصوصی ہوتی ہیں: روزہ، تراویح، تلاوتِ قرآن، اعتکاف، شبِ قدر میں عبادات۔ توجو کوئی صِدْقِ دِل سے یہ پانچ عبادات کرے وہ اُن پانچ انعاموں کا مستحق ہے۔ (تفسیر نعیمی، ج ۲ ص ۲۰۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ تَعَالَى عَلَی مُحَمَّد

(فیضانِ رَمضان ص ۱۵ تا ۱۳)

(02): ”روزے کے گیارہ مدنی پھول“

جنتی دروازہ:

{۱} بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو رکیان کہا جاتا ہے، اس سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے ان کے علاوہ کوئی اور داخل نہ ہو گا۔ کہا جائے گا: روزے دار کہاں ہیں؟ پس یہ لوگ کھڑے ہوں گے ان کے علاوہ کوئی اور اس دروازے سے داخل نہ ہو گا۔ جب یہ داخل ہو جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا پس پھر کوئی اس دروازے سے داخل نہ ہو گا۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۴۵ حدیث ۱۸۹۶)

سابقہ گناہوں کا کفارہ:

{۲} جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور اُس کی حدود کو پہچانا اور جس چیز سے بچنا چاہیے اُس سے بچا تو جو (کچھ گناہ) پہلے کر چکا ہے اُس کا کفارہ ہو گیا۔ (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۵ ص ۱۸۳ حدیث ۳۴۲۴)

جہنم سے 70 سال کی مسافت دُور:

{۳} جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کی مسافت دور کر دے گا۔ (بخاری ج ۲ ص ۲۶۵ حدیث ۲۸۴۰)

ایک روزے کی فضیلت:

{۴} جس نے ایک دن کا روزہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا حاصل کرنے کیلئے رکھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے جہنم سے اتنا دُور کر دے گا جتنا کہ ایک کوا جو اپنے بچپن سے اُڑنا شروع کرے یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مر جائے۔ (ابو یعلیٰ ج ۱ ص ۳۸۳ حدیث ۹۱)

سرخ یا قوت کا مکان:

{۵} جس نے ماہِ رمضان کا ایک روزہ بھی خاموشی اور سکون سے رکھا اس کے لئے جنت میں ایک گھر سبز زبرجد یا سرخ یا قوت کا بنایا جائے گا۔ (مُعْتَمَدُ اَوْسَطِ ج ۱ ص ۳۷۹ حدیث ۱۷۶۸)

جسم کی زکوٰۃ:

{۶} ہر شے کیلئے زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ آدھا صَبْر ہے۔ (ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۲۷ حدیث ۱۷۴۵)

سونابھی عبادت ہے:

{۷} روزہ دار کا سونا عبادت اور اس کی خاموشی تسبیح کرنا اور اس کی دعا قبول اور اس کا عمل مقبول ہوتا ہے۔ (شُعَبُ الْإِيمَان ج ۳ ص ۴۱۵ حدیث ۳۹۳۸)

أعضاء تسبیح کرنا:

{۸} جو بندہ روزے کی حالت میں صبح کرتا ہے، اُس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اسکے اعضاء تسبیح کرتے ہیں اور آسمان دُنیا پر رہنے والے (فرشتے) اس کے لئے سورج ڈوبنے تک مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ ایک یا دو رکعتیں پڑھتا ہے تو یہ آسمانوں میں اس کے لئے نور بن جاتی ہیں اور حورِ عین (یعنی بڑی آنکھوں والی حوروں) میں سے اُس کی بیویاں کہتی ہیں: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو اس کو ہمارے پاس بھیج دے ہم اس کے دیدار کی بہت زیادہ مشتاق ہیں۔ اور اگر وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَا اللَّهُ اُكْبَرُ پڑھتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اُس کا ثواب سورج ڈوبنے تک لکھتے رہتے ہیں۔ (ایضاً ص ۲۹۹ حدیث ۳۵۹۱)

جنتی پھل:

{۹} جس کو روزے نے کھانے یا پینے سے روک دیا کہ جس کی اسے خواہش تھی تو اللہ تَعَالَى اسے جنتی پھلوں میں سے کھلائے گا اور جنتی شراب سے سیراب کرے گا۔ (ایضاً ص ۴۱۰ حدیث ۳۹۱۷)

سونے کا دسترخوان:

{۱۰} قیامت والے دن روزہ داروں کیلئے ایک سونے کا دسترخوان رکھا جائے گا، جس سے وہ کھائیں گے حالانکہ لوگ (حساب کتاب کے) مُنْتَظِر ہوں گے۔ (کَثْرَةُ الْعَمَلِ ج ۸ ص ۲۱۴ حدیث ۲۳۶۴۰)

سات قسم کے اعمال:

{۱۱} ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک اعمال سات قسم پر ہیں، دو عمل واجب کرنے والے، دو عملوں کی جزا ان کی مثل، ایک عمل کی جزا اپنے سے دس گنا، ایک عمل کی سات سو گنا تک اور ایک عمل ایسا ہے کہ اس کا ثواب اللہ تَعَالَى کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ پس جو دو واجب کرنے والے ہیں {۱} وہ شخص جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادتِ اخلاص کے ساتھ اس طرح کی کہ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا تو اس کیلئے جنت واجب ہوگئی {۲} اور جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو اس کیلئے دوزخ واجب ہوگئی۔ اور جس نے ایک گناہ کیا تو اس کی مثل (یعنی ایک ہی گناہ کی) جزا پائے گا اور جس نے صرف نیکی کا ارادہ کیا تو ایک نیکی کی جزا پائے گا۔ اور جس نے نیکی کر لی تو وہ دس (نیکیوں کا اجر) پائے گا اور جس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا تو اس کے خرچ کئے ہوئے ایک درہم کو سات سو درہم اور ایک دینار کو سات سو دینار میں بڑھا دیا جائے گا اور روزہ اللہ تَعَالَى کیلئے ہے اس کے رکھنے والے کا ثواب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔“ (شُعَبُ الْاِيْمَانِ ج ۳ ص ۲۹۸ حدیث ۳۵۸۹)

(فیضانِ رمضان ص ۷۱ تا ۶۹)

(03): ”روزے کے تین درجے“

روزے کی اگرچہ ظاہری شرط یہی ہے کہ روزہ دار قصداً کھانے پینے اور جماع سے باز رہے۔ تاہم روزے کے کچھ باطنی آداب بھی ہیں جن کا جاننا ضروری ہے تاکہ حقیقی معنوں میں ہم روزہ کی برکتیں حاصل کر سکیں۔ چنانچہ روزے کے تین درجے ہیں:

(۱) عوام کا روزہ (۲) خواص کا روزہ (۳) اَخْصُ الْخَوَاصِّ کا روزہ

(۱) عوام کا روزہ:

روزے کے لغوی معنی ہیں: ”رُكْنَا“ لہذا شریعت کی اصطلاح میں صبح صادق سے لے کر

غروب آفتاب تک قصد اُکھانے پینے اور جماع سے ”رُکے رہنے“ کو روزہ کہتے ہیں اور یہی عوام یعنی عام لوگوں کا روزہ ہے۔

(۲) خَوَاصِ كَارُوزِه:

کھانے پینے اور جماع سے رُکے رہنے کے ساتھ ساتھ جسم کے تمام اعضاء کو برائیوں سے ”روکنا“ خَوَاصِ یعنی خاص لوگوں کا روزہ ہے۔

(۳) اَخْصُ الْخَوَاصِ كَارُوزِه:

اپنے آپ کو تمام تر اُمور سے ”روک“ کر صرف اور صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف مُتَوَجِّہ ہونا، یہ اَخْصُ الْخَوَاصِ یعنی خاص الخصاص لوگوں کا روزہ ہے۔ (بہار شریعت ج ۱ ص ۹۶۶ لُحْصًا) بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! ضرورت اس امر کی ہے کہ کھانے پینے وغیرہ سے ”رُکے رہنے“ کے ساتھ ساتھ اپنے تمام تر اعضاء بدن کو بھی روزے کا پابند بنایا جائے۔

داتا صاحب رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ كَارِشَاد:

حضرت سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری عَلَیْہِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”روزے کی حقیقت رُکنا“ ہے اور رُکے رہنے کی بہت سی شرائط ہیں مثلاً معدے کو کھانے پینے سے روکے رکھنا، آنکھ کو بدنگاہی سے روکے رکھنا، کان کو غیبت سننے، زبان کو فضول اور فتنہ انگیز باتیں کرنے اور جسم کو حکم الہی عَزَّوَجَلَّ کی مخالفت سے روکے رکھنا روزہ ہے۔ جب بندہ ان تمام شرائط کی پیروی کرے گا تب وہ حقیقتاً روزہ دار ہوگا۔“ (کَشْفُ الْمُحْجُوبِ ص ۳۵۴، ۳۵۳)

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ!

روزہ رکھ کر بھی گناہ تو بہ! توبہ!:

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! خدا را! اپنے حال زار پر ترس کھائیے اور غور فرمائیے! کہ روزہ دار ماہِ رَمَضَانَ الْبَارِكِ میں دن کے وقت کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے حالانکہ یہ کھانا پینا اس سے پہلے

دن میں بھی بالکل جائز تھا، اب خود ہی سوچ لیجئے کہ جو چیزیں رمضان شریف سے پہلے حلال تھیں وہ بھی جب اس مبارک مہینے کے مقدس دنوں میں منع کر دی گئیں تو جو چیزیں رمضان المبارک سے پہلے بھی حرام تھیں، مثلاً جھوٹ، غیبت، چغلی، بدگمانی، گالم گلوچ، فلمیں ڈرامے، گانے باجے، بدنگاہی، داڑھی منڈانا یا ایک مٹھی سے گھٹانا، والدین کو ستانا، لوگوں کا دل دکھانا وغیرہ وہ رمضان المبارک میں کیوں نہ اور بھی زیادہ حرام ہو جائیں گی! روزہ دار جب رمضان المبارک میں حلال و طیب کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے، حرام کام کیوں نہ چھوڑے؟ اب فرمائیے! جو شخص پاک اور حلال کھانا پینا تو چھوڑ دے لیکن حرام اور جہنم میں لے جانے والے کام بدستور جاری رکھے وہ کس قسم کا روزہ دار ہے؟

اللہ عَزَّوَجَلَّ کو کچھ حاجت نہیں:

یاد رکھئے! نبیوں کے سلطان، سرورِ ذیشان، محبوبِ رَحْمَن صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ”جو بری بات کہنا اور اُس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔“ (بخاری ج ۱ ص ۶۲۸ حدیث ۱۹۰۳)

حضرت علامہ علی قاری عَلَيهِ رَحْمَةُ اللهِ الْبَارِي اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: بُرِّی بَات سے مُرَاد ہر ناجائز گفتگو ہے جیسے جھوٹ، بہتان، غیبت، تہمت، گالی، لعن طعن وغیرہ جن سے بچنا ضروری ہے۔ (مِرْقَاةُ الْمَفَاتِيحِ ج ۴ ص ۴۹۱) ایک اور مقام پر فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے: ”صرف کھانے اور پینے سے باز رہنے کا نام روزہ نہیں بلکہ روزہ تو یہ ہے کہ لَعُو اور بے ہودہ باتوں (یعنی وہ بات جس کے کرنے میں مَعَاصِي (یعنی نافرمانی) ہے اُس) سے بچا جائے۔“ (المُسْتَدْرَك ج ۲ ص ۶۷ حدیث ۱۶۱۱)

میں روزہ دار ہوں:

حضور سرِ اِنْوَارِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: تم سے اگر کوئی لڑائی کرے، گالی دے تو تم اُس سے کہہ دو کہ میں روزے سے ہوں۔ (الْتَّرْغِيبُ وَالتَّرْهِيْبُ ج ۱ ص ۸۷ حدیث ۱)

اعضا کے روزوں کی تعریف:

اعضا کا روزہ یعنی ”جسم کے تمام حصوں کو گناہوں سے بچانا۔“ یہ صرف روزوں ہی کیلئے مخصوص نہیں، بلکہ پوری زندگی ان اعضا کو گناہوں سے بچانا ضروری ہے اور یہ جہی ممکن ہے کہ ہمارے دلوں میں خوب خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ پیدا ہو جائے۔ آہ! قیامت کے اُس ہوشربا منظر کو یاد کیجئے جب ہر طرف ”نفسی نفسی“ کا عالم ہوگا، سورج آگ برسا رہا ہوگا، زبانیں شدتِ پیاس کے سبب منہ سے باہر نکل پڑی ہوں گی، بیوی شوہر سے، ماں اپنے لختِ جگر سے اور باپ اپنے نورِ نظر سے نظر بچا رہا ہوگا، مجرموں کو پکڑ پکڑ کر لایا جا رہا ہوگا، اُن کے منہ پر مہر مار دی جائے گی اور اُن کے اعضا اُن کے گناہوں کی داستان بنا رہے ہوں گے جس کا ”سُوْرَةُ یَس“ کی آیت نمبر 65 میں یوں تذکرہ کیا گیا ہے:

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ افْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا اٰیٰدِيهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٥﴾

ترجمہ کنزالایمان: آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے۔

آہ! اے کمزور و ناتواں اسلامی بھائیو! قیامت کے اُس کڑے وقت سے اپنے دل کو ڈرائیے اور ہر وقت اپنے اعضائے بدن کو معصیت (یعنی نافرمانی) سے باز رکھئے۔ اب اعضا کے روزے کی تفصیلات پیش کی جاتی ہیں:

آنکھ کا روزہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آنکھ کا روزہ اس طرح رکھنا چاہئے کہ آنکھ جب بھی اُٹھے تو صرف اور صرف جائز امور ہی کی طرف اُٹھے۔ آنکھ سے مسجد دیکھئے، قرآنِ کریم دیکھئے، مزاراتِ اولیاءِ رحمہم اللہ تعالیٰ کی زیارت کیجئے، علمائے کرام، مشائخِ عظام اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نیک بندوں کا دیدار کیجئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ دیکھئے تو کعبہِ معظّمہ کے انوار دیکھئے، مکّہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً و

تَعْظِيمًا كِي مہکی مہکی گلیاں اور وہاں کے وادی و کہسار دیکھئے، مدینہ منورہ زَادَهَا اللهُ شَرَفًا وَ تَعْظِيمًا كے درو دیوار دیکھئے، سبز سبز گنبد و مینار دیکھئے، میٹھے میٹھے مدینے کے صحرا و گلزار دیکھئے، سنہری جالیوں کے انوار دیکھئے، جنت کی پیاری پیاری کیاری کی بہار دیکھئے۔ تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند سیدنا محمد مصطفیٰ رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰنِ خدائے حنان و منان عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرتے ہیں:

کچھ ایسا کر دے مرے کردگار آنکھوں میں ہمیشہ نقش رہے رُوئے یار آنکھوں میں
انہیں نہ دیکھا تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں کہ دیکھنے کی ہے ساری بہار آنکھوں میں

(سامان بخشش شریف)

پیارے روزہ دارو! آنکھ کاروزہ رکھئے اور ضرور رکھئے بلکہ آنکھ کاروزہ تو ڈبل بارہ گھنٹے، تیسوں دن اور بارہ مہینے ہونا چاہئے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ آنکھوں سے ہر گز ہر گز فلمیں نہ دیکھئے، ڈرامے نہ دیکھئے، نامحرم عورتوں کو نہ دیکھئے، شہوت کے ساتھ مردوں کو نہ دیکھئے، کسی کا کھلا ہوا ستر نہ دیکھئے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت اپنا کھلا ہوا ستر بھی مت دیکھئے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے غافل کرنے والے کھیل تماشے مثلاً رپچھ اور بندر کا ناچ وغیرہ نہ دیکھئے (ان کو نچانا اور ان کا ناچ دیکھنا دونوں کام ناجائز ہیں) کرکٹ، کبڈی، فٹ بال، ہاکی، تاش، شطرنج، وڈیو گیمز، ٹیبل فٹ بال وغیرہ وغیرہ کھیل نہ دیکھئے۔ (جب دیکھنے کی اجازت نہیں تو کھیلنے کی اجازت کس طرح ہو سکتی ہے؟ اور ان میں بعض کھیل تو ایسے ہیں جو نیکریا چڈی پہن کر کھیلے جاتے ہیں جس کی وجہ سے گھنٹے بلکہ مَعَاذَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ رانیں تک کھلی رہتی ہیں اور اس طرح دوسروں کے آگے رانیں یا گھنٹے کھولے رہنا گناہ ہے اور دوسروں کو اس طرف نظر کرنا بھی گناہ) کسی کے گھر میں بے اجازت نہ جھانکنے، کسی کا خط یا چٹھی یا ڈائری کی تحریر شرعی اجازت کے بغیر نہ دیکھئے، یاد رکھئے! فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے: ”جو اپنے بھائی کا خط بغیر اجازت دیکھتا ہے گویا وہ آگ میں دیکھتا ہے۔“ (المُسْتَدْرَك ج ۵ ص ۳۸۴ حدیث ۷۷۷۹)

اٹھنے نہ آنکھ کبھی بھی گناہ کی جانب عطا کرم سے ہو ایسی ہمیں حیا یارب!

کسی کی خامیاں دیکھیں نہ میری آنکھیں اور سنیں نہ کان بھی عیبوں کا تذکرہ یارب
دکھا دے ایک جھلک سبز سبز گنبد کی بس ان کے جلووں میں آجائے پھر قضا یارب (وسائل بخشش ص ۸۳، ۸۷)

کان کاروزہ:

کانوں کا روزہ یہ ہے کہ صرف و صرف جائز باتیں سنیں۔ مثلاً کانوں سے تلاوت و نعت سنئے، سنتوں بھرے بیانات سنئے، اچھی بات، اذان و اقامت سنئے، سن کر جواب دیجئے، ہر گز ہر گز گانے باجے اور موسیقی نہ سنئے، جھوٹے چٹکے نہ سنئے، کسی کی غیبت نہ سنئے، کسی کی چغلی نہ سنئے، کسی کے عیب نہ سنئے اور جب دو آدمی چھپ کر بات کریں تو کان لگا کر نہ سنئے۔ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے: جو شخص کسی قوم کی باتیں کان لگا کر سنے حالانکہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے ہوں یا اس بات کو چھپانا چاہتے ہوں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ (بخاری ج ۲ ص ۲۲۳ حدیث ۷۰۴۲)

سنوں نہ فحش کلامی نہ غیبت و چغلی تری پسند کی باتیں فقط سنایا رب (وسائل بخشش ص ۸۷)
صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّيْ اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

زبان کاروزہ:

زبان کا روزہ یہ ہے کہ زبان صرف و صرف نیک و جائز باتوں کیلئے ہی حرکت میں آئے۔ مثلاً زبان سے تلاوتِ قرآن کیجئے، ذکر و دُرُود کا ورد کیجئے۔ نعت شریف پڑھئے، درس دیجئے، سنتوں بھرا بیان کیجئے، نیکی کی دعوت دیجئے، اچھی اور پیاری پیاری دینداری والی باتیں کیجئے۔ فضول ”بک بک“ سے بچتے رہئے۔ خبردار! گالی گلوچ، جھوٹ، غیبت، چغلی وغیرہ سے زبان ناپاک نہ ہونے پائے کہ ”چچہ اگر نجاست سے آلودہ ہو گیا تو دو ایک گلاس پانی سے پاک ہو جائے گا مگر زبان بے حیائی کی باتوں سے ناپاک ہو گئی تو اسے سات سمندر بھی نہیں دھو سکیں گے۔“

زبان کی بے احتیاطی کی تباہ کاریاں:

حضرت سیدنا انس رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، سلطانِ دو جہان، شہنشاہِ کون و مکان، رحمتِ عالمیان صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ كَوَاحِدٍ دِنِ رُوزَه رَكْحَنِي كَا حَكْم دِيَا اُوْر اِرْشَاد فَرْمَايَا: ”جَب تَك مِيں اِجَازَت نَه دُوں، تَم مِيں سَه كُوْنِي بَهِي اِفْطَار نَه كَرَه“۔ لوگوں نے روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو تمام صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَانُ اِيك اِيك كَرَكِه حَاضِر خَدْمَت بَا بَرَكْت هُو كَر عَرَض كَرْتَه رَهے: يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! مِيں رُوْزَه سَه رَهَا، اِجَازَت دِيَجْهِي تَا كَه رُوْزَه كَهُوْل دُوں۔ اَبْ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اُسَه اِجَازَت مَرْحَمَت فَرْمَا دِيْتَه۔ اِيك صَحَابِي رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نَه حَاضِر هُو كَر عَرَض كِي: اَقَاَصَلِّي اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! دُو عُوْرَتُوں نَه رُوْزَه رَكْحَا اُوْر وَه اَبْ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي خَدْمَت بَا بَرَكْت مِيں اَنَه سَه حِيَا مَحْسُوْس كَرْتِي هِيں، اُنْهِيں اِجَازَت دِيَجْهِي تَا كَه وَه بَهِي رُوْزَه كَهُوْل لِيں۔ اللهُ كَه مَحْبُوْب، دَا نَا لَه عُيُوْب، مُنْزَلًا عَنِ الْعُيُوْب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَه اُنْ سَه رُوْخِ اَنُوْر پَهِيْر لِيَا، اُنْهِيں نَه پَهَر عَرَض كِي، اَبْ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَه پَهَر چِهْرَه اَنُوْر پَهِيْر لِيَا، اُنْهِيں نَه پَهَر يَهِي بَات دُهْر اِي اَبْ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَه پَهَر چِهْرَه اَنُوْر پَهِيْر لِيَا وَه پَهَر يَهِي بَات دُهْر اَنَه لَكَه اَبْ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَه پَهَر رُوْخِ اَنُوْر پَهِيْر لِيَا، پَهَر رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَه (غِيْب كِي خَبَر دِيْتَه هُوْءَه) اِرْشَاد فَرْمَايَا: ”اُنْ دُوْنُوں نَه رُوْزَه نَهِيں رَكْحَا وَه كِيْسِي رُوْزَه دَار هِيں؟ وَه تُو سَار اَدِنِ لُوْگوں كَا گوْشَت كَهَاتِي رَهِيں! جَاؤ، اِنِ دُوْنُوں كُو حَكْم دُو كَه وَه اَكْر رُوْزَه دَار هِيں تُو قَه كَر دِيں۔“ وَه صَحَابِي رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اُنْ كَه پَاس تَشْرِيف لَائَه اُوْر اُنْهِيں فَرْمَانِ شَاهِي سَنَايَا۔ اُنْ

دونوں نے قے کی، توفی سے جما ہوا خون نکلا۔ اُن صحابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی خدمتِ بابرکت میں واپس حاضر ہو کر صورتِ حال عرض کی۔ مَدَنِي آقا صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر یہ اُن کے پیٹوں میں باقی رہتا، تو اُن دونوں کو آگ کھاتی۔ (کیوں کہ انہوں نے غیبت کی تھی) (ذُمُّ الْغَيْبِ لِابْنِ أَبِي الدُّنْيَا ص ۷۲ رقم ۳۱)

ایک اور روایت میں ہے کہ جب سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ان صحابی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے منہ پھیرا تو وہ سامنے آئے اور عرض کی: يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! وہ دونوں پیاس کی شدت سے مرنے کے قریب ہیں۔ سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے حکم فرمایا: ”اُن دونوں کو میرے پاس لاؤ۔“ وہ دونوں حاضر ہوئیں۔ سرکارِ عالی و قار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ایک پیالہ منگوایا اور اُن میں سے ایک کو حکم فرمایا: ”اس میں قے کرو!“ اُس نے خون، پیپ اور گوشت کی قے کی، حتیٰ کہ آدھا پیالہ بھر گیا۔ پھر آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے دوسری کو حکم دیا کہ تم بھی اس میں قے کرو! اُس نے بھی اسی طرح کی قے کی، یہاں تک کہ پیالہ بھر گیا اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے رسول، رسولِ مقبول، سیدہ آمنہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا کے گلشن کے مہکتے پھول صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اِن دونوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حلال کردہ چیزوں (یعنی کھانے، پینے وغیرہ) سے تو روزہ رکھا مگر جن چیزوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے (علاوہ روزے کے بھی) حرام رکھا ہے اُن (حرام چیزوں) سے روزہ افطار کر ڈالا! ہو ایوں کہ ایک لڑکی دوسری لڑکی کے پاس بیٹھ گئی اور دونوں مل کر لوگوں کا گوشت کھانے (یعنی غیبت کرنے) لگیں۔^(۱) (مُسْنَدُ اِمَامِ اَحْمَد ج ۹ ص ۱۶۵ حدیث ۲۳۷۱۲)

علم غیبِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے ہمارے میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو علم غیب حاصل ہے

اور آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کو اپنے غلاموں کے تمام معاملات معلوم ہو جاتے ہیں۔ جبھی تو اُن لڑکیوں کے بارے میں مسجد شریف میں بیٹھے بیٹھے غیب کی خبر ارشاد فرمادی۔ بہر حال روزہ ہو یا نہ ہو، زبان کا قفل مدینہ ہی بھلا ورنہ یہ ایسے گل کھلاتی ہے کہ توبہ! اگر ان تین اُصولوں کو پیش نظر رکھ لیا جائے تو اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بڑا نفع ہو گا: {۱} بری بات کہنا ہر حال میں برا ہے {۲} فضول بات سے خاموشی افضل ہے {۳} اچھی بات کرنا خاموشی سے بہتر ہے۔

مری زبان پہ قفلِ مدینہ لگ جائے فضول گوئی سے بچتا رہوں سدا یارب!

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

ہاتھوں کا روزہ:

ہاتھوں کا روزہ یہ ہے کہ جب بھی ہاتھ اُٹھیں، صرف نیک کاموں کے لئے اُٹھیں۔ مثلاً باطہارت قرآن کریم کو ہاتھ لگائیے، نیک لوگوں سے مصافحہ کیجئے۔ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: ”اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ کی خاطر آپس میں مَحَبَّت رکھنے والے جب باہم ملیں اور مصافحہ کریں اور نبی (صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) پر دُرُودِ پاك بھیجیں تو ان کے جد اہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔“ (ابو یعلیٰ ج ۳ ص ۹۵ حدیث ۲۹۵۱) ہو سکے تو کسی یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیریں کہ ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے ہر بال کے عوض ایک ایک نیکی ملے گی۔ (بچہ یا بچی اُس وقت تک ہی یتیم ہیں جب تک نابالغ ہیں جو ہی بالغ ہوئے یتیم نہ رہے۔ لڑکا ۱۲ اور ۱۵ سال کے درمیان بالغ اور لڑکی ۹ اور ۱۵ سال کے درمیان بالغ ہوتی ہے) خبردار! کسی پر ظلماً ہاتھ نہ اُٹھیں، رشوت لینے دینے کے لئے نہ اُٹھیں، نہ کسی کا مال چرائیں، نہ تاش کھیلیں نہ پتنگ اڑائیں، نہ کسی نامحرم عورت سے مصافحہ کریں۔ (بلکہ شہوت کا اندیشہ ہو تو امر دسے بھی ہاتھ نہ ملائیں)

ہمیشہ ہاتھ بھلائی کے واسطے اُٹھیں بچانا ظلم و ستم سے مجھے سدا یارب! (وسائلِ بخشش ص ۷۷)

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

پاؤں کا روزہ:

پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ پاؤں اٹھیں تو صرف و صرف نیک کاموں کیلئے اٹھیں۔ مثلاً پاؤں چلیں تو مساجد کی طرف چلیں، مزاراتِ اولیاءِ رحمہم اللہ تعالیٰ کی طرف چلیں، علما و صلحا کی زیارت کے لئے چلیں، سنتوں بھرے اجتماع کی طرف چلیں، نیکی کی دعوت دینے کیلئے چلیں، سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر کیلئے چلیں، نیک صحبتوں کی طرف چلیں، کسی کی مدد کیلئے چلیں، کاش! مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً و مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً کی طرف چلیں، سوئے منی و عرفات و مزدلفہ چلیں، طواف و سعی میں چلیں۔ ہر گز ہر گز سینما گھر کی طرف نہ چلیں، ڈرامہ گاہ کی طرف نہ چلیں، برے دوستوں کی مجلسوں کی طرف نہ چلیں، شطرنج، لڈو، تاش، کرکٹ، فٹ بال، وڈیو گیمز، ٹیبل فٹ بال وغیرہ وغیرہ کھیل کھیلنے یا دیکھنے کی طرف نہ چلیں، کاش! پاؤں کبھی تو ایسے بھی چلیں کہ بس مدینہ ہی مدینہ لب پر ہو اور سفر بھی مدینے کا ہو۔

رہیں بھلائی کی راہوں میں گامزن ہر دم کریں نہ رُخ مرے پاؤں گناہ کا یارب!

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيبِ!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حقیقی معنوں میں روزے کی برکتیں تو اسی وقت نصیب ہوں

گی، جب ہم تمام اعضا کا بھی روزہ رکھیں گے، ورنہ بھوک اور پیاس کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا جیسا کہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ عالی و قارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلم کا ارشاد ہے: ”بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو ان کے روزے سے بھوک اور پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، اور بہت سے قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ ان کو ان کے قیام سے سوائے جاگنے کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔“ (ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۲۰ حدیث ۱۶۹۰)

(فیضانِ رمضان ص ۸۳ تا ۷۵)

(04): ”سحری اور سحری کا وقت“

3 فرامین مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

{1} روزہ رکھنے کیلئے سحری کھا کر قوت حاصل کرو اور دن (یعنی دوپہر) کے وقت آرام (یعنی قیلولہ) کر کے رات کی عبادت کیلئے طاقت حاصل کرو۔ (ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۲۱ حدیث ۱۶۹۳)

{2} تین آدمی جتنا بھی کھالیں اُن سے کوئی حساب نہ ہو گا بشرطیکہ کھانا حلال ہو (۱) روزہ دار افطار کے وقت (۲) سحری کھانے والا (۳) مجاہد جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے راستے میں سرحد اسلام کی حفاظت کرے۔ (مُعْجَم کَبِير ج ۱ ص ۲۸۵ حدیث ۱۲۰۱۲)

{3} سحری پوری کی پوری برکت ہے پس تم نہ چھوڑو چاہے یہی ہو کہ تم پانی کا ایک گھونٹ پی لو۔ بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں سحری کرنے والوں پر۔ (مُسْنَدُ اِمَامِ اَحْمَد ج ۴ ص ۸۸ حدیث ۱۱۳۹۶)

کیا روزے کے لیے سحری شرط ہے؟

سحری روزے کیلئے شرط نہیں، سحری کے بغیر بھی روزہ ہو سکتا ہے مگر جان بوجھ کر سحری نہ کرنا مناسب نہیں کہ ایک عظیم سنت سے محرومی ہے اور سحری میں خوب ڈٹ کر کھانا ہی ضروری نہیں، چند کھجوریں اور پانی ہی اگر بہ نیت سحری استعمال کر لیں جب بھی کافی ہے۔

کھجور اور پانی سے سحری:

حضرت سَيِّدُنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ مدینہ، سرورِ قلب و سینہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے سحری کے وقت مجھ سے فرمایا: ”میرا روزہ رکھنے کا ارادہ ہے مجھے کچھ کھلاؤ۔“ تو میں نے کچھ کھجوریں اور ایک برتن میں پانی پیش کیا۔“ (السُّنَنُ الْكُبْرَى لِلنَّسَائِيِّ ج ۲ ص ۸۰ حدیث ۲۴۷۷)

کھجور سے سحری کرنا سنت ہے:

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ روزہ دار کیلئے ایک تو سحری کرنا بذاتِ خود سنت اور کھجور سے سحری کرنا دوسری سنت، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور سے سحری کرنے کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، اللہ کے پیارے حبیب، حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”نِعْمَ السَّحُورُ التَّنَبُّرُ۔ یعنی کھجور بہترین سحری ہے۔“ (مُعْجَم کبیر ج ۷ ص ۱۵۹ حدیث ۶۲۸۹)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ”نِعْمَ سَحُورُ الْمُؤْمِنِ التَّنَبُّرُ۔ یعنی کھجور مومن کی کیا ہی اچھی سحری ہے۔“ (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۳ حدیث ۲۳۴۵)

سحری کا وقت کب ہوتا ہے؟

حنفیوں کے بہت بڑے عالم حضرت علامہ مولانا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں: ”بعضوں کے نزدیک سحری کا وقت آدھی رات سے شروع ہو جاتا ہے۔“ (مرقاۃ المفاتیح ج ۴ ص ۴۷۷)

سحری میں تاخیر افضل ہے جیسا کہ حضرت سیدنا یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے سرکار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تین چیزوں کو اللہ عزوجل محبوب رکھتا ہے (۱) افطار میں جلدی اور (۲) سحری میں تاخیر اور (۳) نماز (کے قیام) میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا۔“ (مُعْجَم أَوْسَط ج ۵ ص ۳۲۰ حدیث ۷۴۷۰)

سحری میں تاخیر سے کون سا وقت مراد ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سحری میں تاخیر کرنا مُسْتَحَب ہے مگر اتنی تاخیر بھی نہ کی جائے کہ صبح صادق کا شبہ ہونے لگے! یہاں ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ”تاخیر“ سے مراد کون سا وقت ہے؟ مُفسِّرِ شہیرِ حَکیمِ الْأُمَّتِ حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الْحَنَانِ ”تفسیرِ نعیمی“ میں فرماتے ہیں: ”اس سے مراد رات کا چھٹا حصہ ہے۔“ پھر سوالِ ذہن میں اُبھرا کہ رات کا چھٹا حصہ کیسے معلوم کیا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ غروبِ آفتاب سے لے کر صبح صادق تک رات کہلاتی ہے۔ مثلاً کسی دن سات بجے شام کو سورج غروب ہو اور پھر چار بجے صبح صادق ہوئی۔ اس طرح غروبِ آفتاب سے لے کر صبح صادق تک جو نو گھنٹے کا وقفہ گزرا وہ رات کہلایا۔ اب رات کے ان نو گھنٹوں کے برابر برابر چھ حصے کر دیجئے۔ ہر حصہ ڈیڑھ گھنٹے کا ہوا، اب رات کے آخری ڈیڑھ گھنٹے (یعنی اٹھائی بجے تا چار بجے) کے دوران صبح صادق سے پہلے پہلے سحری کرنا تاخیر سے کرنا ہوا۔ سحری و افطار کا وقت روزانہ بدلتا رہتا ہے۔ بیان کئے ہوئے طریقے کے مطابق جب چاہیں رات کا چھٹا حصہ نکال سکتے ہیں۔ اگر رات سحری کر لی اور روزے کی نیت بھی کر لی۔ تب بھی بقیہ رات کے دوران کھاپی سکتے ہیں، نئی نیت کی حاجت نہیں۔

اذانِ فجر نماز کے لیے بے نہ کہ روزہ بند کرنے کے لیے!:

بعض لوگ صبح صادق کے بعد فجر کی اذان کے دوران کھاتے پیتے رہتے ہیں، اور بعض کان لگا کر سنتے ہیں کہ ابھی فلاں مسجد کی اذان ختم نہیں ہوئی یا کہتے ہیں: وہ سنو! دُور سے اذان کی آواز آرہی ہے! اور یوں کچھ نہ کچھ کھالیتے ہیں۔ اگر کھاتے نہیں تو پانی پی کر اپنی اصطلاح میں ”روزہ بند

”کرتے ہیں۔ آہ! اس طرح ”روزہ بند“ تو کیا کریں گے روزے کو بالکل ہی ”کھلا“ چھوڑ دیتے ہیں اور یوں صبح صادق کے بعد کھایا پی لینے کے سبب ان کا روزہ ہوتا ہی نہیں، اور سارا دن بھوک پیاس کے سوا کچھ ان کے ہاتھ آتا ہی نہیں۔ ”روزہ بند“ کرنے کا تعلق اذانِ فجر سے نہیں صبح صادق سے پہلے پہلے کھانا پینا بند کرنا ضروری ہے، جیسا کہ آیت مقدسہ کے تحت گزرا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر مسلمان کو عقل سلیم عطا فرمائے اور صحیح اوقات کی معلومات کر کے روزہ نماز وغیرہ عبادات دُرست بجالانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اَمِيْنِ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

کھانا پینا بند کر دیجئے:

علم دین سے دُوری کے سبب آج کل کافی لوگ اذان یا سائرن ہی پر سحری و افطار کا دارو مدار رکھتے ہیں بلکہ بعض تو اذانِ فجر کے دوران ہی ”روزہ بند“ کرتے ہیں۔ اس عام غلطی کو دُور کرنے کیلئے کیا ہی اچھا ہو کہ رَمَضَانَ الْبَارِكِ میں روزانہ صبح صادق سے تین منٹ پہلے ہر مسجد میں بلند آواز سے

صَلُّوا عَلَيَّ الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّد

کہنے کے بعد اس طرح تین بار اعلان کر دیا جائے: ”عاشقانِ رسول متوجہ ہوں، آج سحری کا آخری وقت (مثلاً) چار بج کر بارہ منٹ ہے، وقت ختم ہو رہا ہے، فوراً کھانا پینا بند کر دیجئے، اذان کا ہر گز انتظار نہ فرمائیے، اذانِ سحری کا وقت ختم ہو جانے کے بعد نمازِ فجر کے لئے دی جاتی ہے۔“

ہر ایک کو یہ بات ذہن نشین کرنی ضروری ہے کہ اذانِ فجر صبح صادق کے بعد ہی دینی ہوتی ہے اور

وہ ”روزہ بند“ کرنے کیلئے نہیں بلکہ صرف نمازِ فجر کیلئے دی جاتی ہے۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

(فیضانِ رمضان ص ۹۳ تا ۹۶)

(05): ”افطار کا بیان“

جب غروبِ آفتاب کا یقین ہو جائے، افطار کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہئے، نہ سائرن کا انتظار کیجئے نہ اذان کا، فوراً کوئی چیز کھایا پی لیجئے مگر کھجور یا چھوہار ایسا پانی سے افطار کرنا سنت ہے۔ ”فتاویٰ رضویہ“ میں ہے، سوال: روزہ افطار کرنا کس چیز سے مسنون (سنت) ہے۔ جواب: خرمائے تر (یعنی کھجور) اور نہ ہو تو خشک (یعنی چھوہار) اور نہ ہو تو پانی۔ (فتاویٰ رضویہ، مج ۱۰ ص ۲۲۸-۲۲۹)

افطار کی دُعا:

افطار کر لینے کے بعد مثلاً کھجور کھا کر یا تھوڑا سا پانی پی لینے کے بعد سنت پر عمل کرنے کی نیت سے نیچے دی ہوئی دُعا بھی پڑھے، کہ مدینے کے تاجدار، شہنشاہِ ابرار صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بوقت افطار یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔ (ترجمہ: اے اللہ عزوجل میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تیرے ہی عطا کردہ رزق سے افطار کیا۔) (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۷ حدیث ۲۳۵۸) دوسری حدیث پاک میں فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے: ”اے علی! جب تم رمضان کے مہینے میں روزہ رکھو تو افطار کے بعد یہ دعا پڑھو: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔ (ترجمہ: اے اللہ عزوجل! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھی پر بھروسہ کیا اور تیرے ہی عطا کردہ رزق سے افطار کیا) تو تمہارے لیے تمام روزے داروں کی مثل اجر لکھا جائے گا اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہیں کی

جائے گی۔“ (بُغْيَةُ الْبَاحِثِ عَنْ زَوَائِدِ مَسْنَدِ الْحَارِثِ ج ۱ ص ۵۲۷ حدیث ۴۶۹) اس کے بعد ہو سکے تو مزید دعائیں بھی کیجئے کہ وقت قبول ہے۔

افطار کے لیے اذان شرط نہیں:

افطار کی دُعا عموماً قبل از افطار پڑھنے کا رواج ہے مگر امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن نے ”فتاویٰ رضویہ (مُخَرَّجہ) جلد 10 صفحہ 631“ میں اپنی تحقیق یہی پیش کی ہے کہ دُعا افطار کے بعد پڑھی جائے۔ افطار کیلئے اذان شرط نہیں، ورنہ اُن علاقوں یا شہروں میں روزہ کیسے کھلے گا جہاں مساجد ہی نہیں یا اذان کی آواز نہیں آتی۔ بہر حال اذان نمازِ مغرب کیلئے ہوتی ہے۔ جہاں مساجد ہوں! زہے نصیب! وہاں یہ طریقہ رائج ہو جائے کہ جیسے ہی آفتاب غروب ہونے کا یقین ہو جائے، بلند آواز سے ”صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ“ کہنے کے بعد اس طرح تین بار اعلان کر دیا جائے: ”عاشقانِ رسول! روزہ افطار کر لیجئے۔“

”مدینہ“ کے پانچ حروف کی سنت سے افطار کے فضائل

کے متعلق 5 فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

{1} ”ہمیشہ لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔“ (بخاری ج ۱ ص ۶۴۵ حدیث ۱۹۵)

افطار کروانے کی عظیم الشان فضیلت

{2} ”جس نے حلال کھانے یا پانی سے (کسی مسلمان کو) روزہ افطار کروایا، فرشتے ماہِ رمضان کے اوقات میں اُس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور جبریل (عَلَيْهِ السَّلَام) شبِ قدر میں اُس کیلئے استغفار کرتے ہیں۔“ (مُعْجَم کبیر ج ۶ ص ۲۶۲ حدیث ۶۱۶۲)

جبریل امین کے مُصَافَحَہ کرنے کی علامت

{3} ”جو حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کروائے رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اُس پر دُورود بھیجتے

ہیں اور شبِ قدر میں جبریل (عَلَيْهِ السَّلَامُ) اُس سے مُصَافَحَہ کرتے ہیں اور جس سے جبریل (عَلَيْهِ السَّلَامُ) مُصَافَحَہ کر لیں اُس کی آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں اور اس کا دل نرم ہو جاتا ہے۔“ (تَجْمَعُ الْجَوَامِعُ ج ۷ ص ۲۱۷ حدیث ۲۲۵۳۳)

{۴} ”جو روزہ دار کو پانی پلائے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے میرے حوض سے پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک یہی سامنہ ہو گا۔“ (ابن خزیمہ ج ۳ ص ۱۹۲ حدیث ۱۸۸۷)

{۵} ”جب تم میں کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے کہ وہ برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔“ (ترمذی ج ۲ ص ۶۲ حدیث ۶۹۵)

سرکارِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا افطار

حضرت سَیِّدِنَا اَنَسِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ سے روایت ہے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب، حبیب

لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز سے پہلے تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے، تر کھجوریں نہ

ہوتیں تو چند خشک کھجوریں یعنی چھوہاروں سے اور یہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی پیتے۔“ (ابوداؤد

ج ۲ ص ۲۳۷ حدیث ۲۳۵۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! احادیثِ مبارکہ میں سحری اور افطار میں کھجور کے استعمال کی ترغیب

موجود ہے، بے شک کھجور میں لاتعداد برکتیں اور کئی بیماریوں کا علاج ہے۔

” سَیِّدِی اَعْلٰی حَضْرَتِ کِی پچیسویں شریف “ کے پچیس

حروف کی نسبت سے کھجور کے 25 مَدَنی پھول

{۱} اللہ کے حبیب، حبیبِ لبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ صحت نشان ہے: ”عالیہ“

(یعنی مدینہ منورہ کا اَدَا اللہُ شَرَفًا وَ تَعَطُّبًا)

میں مسجد قبا شریف کی جانب ایک جگہ کا نام) کی عَجْوَة (مدینہ منورہ زَادَهَا اللهُ شِفَاءً وَتَغْطِيهَا كِي سَب سے عظیم کھجور کا نام) میں ہر بیماری سے شفا ہے۔ ایک روایت کے مطابق ”سات روز تک روزانہ سات عجوه کھجوریں کھانا جزام (یعنی کوڑھ) میں نفع دیتا ہے۔“ (اکمال لابن عدی ج ۷ ص ۷۰۷)

{۲} پیٹھے پیٹھے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمان جنت نشان ہے: عجوه کھجور جنت سے ہے، اس میں زہر سے شفا ہے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۷۷ حدیث ۲۰۷۳) بخاری شریف کی روایت کے مطابق جس نے نہار منہ عجوه کھجور کے سات دانے کھائے اس دن اسے جادو اور زہر بھی نقصان نہ دے سکیں گے۔ (بخاری ج ۳ ص ۵۴۰ حدیث ۵۴۲۵)

{۳} سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے روایت ہے، کھجور کھانے سے قونج (یعنی بڑی انتڑی کا درد) نہیں ہوتا۔ (کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۲ حدیث ۲۸۱۹۱)

{۴} طبیبوں کے طبیب، اللہ کے حبیب، حبیب لبیب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا فرمان صحت نشان ہے:

”نہار منہ کھجور کھاؤ اس سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔“ (الجامع الصغير ص ۳۹۸ حدیث ۶۳۹۴)

{۵} حضرت سیدنا ربيع بن خثيم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرماتے ہیں: ”میرے نزدیک حاملہ کے لئے کھجور سے اور مریض کیلئے شہد سے بہتر کسی چیز میں شفا نہیں۔“ (تفسیر ذر منثور ج ۵ ص ۵۰۵)

{۶} سیدی محمد احمد ذہبی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: ”حاملہ کو کھجوریں کھلانے سے ان شاء اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لڑکا پیدا ہو گا جو کہ خوبصورت بردبار اور نرم مزاج ہو گا۔“

{۷} جو فاقے (یعنی بھوک) کی وجہ سے کمزور ہو گیا ہو اُس کیلئے کھجور بہت مفید ہے کیونکہ یہ غذائیت سے بھرپور ہے اس کے کھانے سے جلد توانائی بحال ہو جاتی ہے، لہذا کھجور سے افطار کرنے میں یہ حکمت بھی ہے۔

{۸} روزے میں فوراً برف کا ٹھنڈا پانی پی لینے سے گیس، تبخیر (تب۔ خیر) معدہ اور جگر کے ورم کا سخت خطرہ ہے، کھجور کھا کر ٹھنڈا پانی پینے سے نقصان کا خطرہ ٹل جاتا ہے، مگر سخت ٹھنڈا پانی ہرگز نہیں پینا چاہئے۔

{۹} کھجور اور کٹڑی^(۱)، نیز کھجور اور تربوز ایک ساتھ کھانا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے^(۲)۔ اس میں بھی حکمتوں کے مدنی پھول ہیں۔ طبیبوں کا کہنا ہے کہ اس سے جنسی و جسمانی کمزوری اور دبلا پن دور ہوتا ہے۔ مکھن کے ساتھ کھجور کھانا بھی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے۔ (ابن ماجہ ج ۴ ص ۴۱ حدیث ۳۳۳۴)

{۱۰} کھجور کھانے سے پُرانی قبض دور ہوتی ہے۔

{۱۱} دَم، دل، گردے، مثانے، پتے اور آنتوں کے امراض میں کھجور مفید ہے۔ یہ بلغم خارج کرتی، منہ کی خشکی دور کرتی اور پیشاب آور ہے۔

{۱۲} دل کی بیماری اور کالا موتیا کیلئے کھجور گٹھلی سمیت کوٹ کر کھانا مفید ہے۔

{۱۳} کھجور بھگو کر اس کا پانی پی لینے سے جگر کی بیماریاں دور ہوتی ہیں۔ دست کی بیماری میں بھی یہ پانی مفید ہے۔ (رات کو بھگو کر صبح نہار منہ اس کا پانی پیئیں مگر بھگونے کے لئے پانی ڈال کر فریزر میں نہ رکھیں)

{۱۴} کھجور دودھ میں اُبال کر کھانا بہترین مقوی (مُ۔ قُو۔ وی یعنی طاقت دینے والی) غذا ہے، یہ غذا

بیماری کے بعد کی کمزوری دور کرنے کیلئے بے حد مفید ہے۔

{۱۵} کھجور کھانے سے زخم جلدی بھرتا ہے۔

{۱۶} یرقان (یعنی پیلیا) کیلئے کھجور بہترین دوا ہے۔

{۱۷} تازہ پکی کھجوریں صفرا (یعنی ”پت“ جس سے تے کے ذریعے کڑوا پانی نکلتا ہے) اور تیزابیت کو ختم کرتی ہیں۔

{۱۸} کھجور کی گٹھلیاں آگ میں جلا کر اس کا منجن بنا لیجئے، یہ دانت چمکدار اور منہ کی بدبودور کرتا ہے۔

{۱۹} کھجور کی جلی ہوئی گٹھلیوں کی راکھ لگانے سے زخم کا خون بند ہوتا اور زخم بھر جاتا ہے۔

{۲۰} کھجور کی گٹھلیوں کو آگ میں ڈال کر دھونی لینے سے بواسیر کے مسے خشک ہو جاتے ہیں۔

{۲۱} کھجور کے درخت کی جڑوں یا پتوں کی راکھ سے منجن کرنا دانتوں کے درد کیلئے مفید ہے، جڑوں یا پتوں کو پانی میں اُبال کر اُس سے کلیاں کرنا بھی دانتوں کے درد میں فائدے مند ہے۔

{۲۲} جسے کھجور کھانے سے کسی قسم کا نقصان (side effect) ہوتا ہو وہ انار کے رس یا خشکاش

یا کالی مرچ کے ساتھ استعمال کرے اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ فائدہ ہو گا۔

{۲۳} ادھ پکی اور پرانی کھجوریں بیک وقت (یعنی ایک ہی وقت میں) کھانا نقصان دہ ہے۔ اسی طرح

کھجور کے ساتھ انگور یا کشمش یا منقہ ملا کر کھانا، کھجور اور انجیر بیک وقت کھانا، بیماری سے اٹھتے ہی

کمزوری میں زیادہ کھجوریں کھانا اور آنکھوں کی بیماری میں کھجوریں کھانا مضر یعنی نقصان دہ ہے۔

{۲۴} ایک وقت میں 5 تولہ (یعنی 32.58 گرام) سے زیادہ کھجوریں نہ کھائیں۔ پرانی کھجور کھاتے

وقت کھول کر اندر سے دیکھ لیجئے کیوں کہ اس میں بعض اوقات سرسریاں (یعنی چھوٹے چھوٹے لال کیڑے) ہوتی ہیں، لہذا صاف کر کے کھائیے۔ جس کھجور میں کیڑے ہونے کا گمان ہو اُسے صاف کئے بغیر کھانا مکروہ ہے۔ بیچنے والے چکانے کیلئے اکثر سرسوں کا تیل لگا دیتے ہیں لہذا بہتر یہ ہے کہ کھجوریں چند منٹ کیلئے پانی میں بھگو دیجئے تاکہ مکھیوں کی بیٹ اور میل کچیل وغیرہ چھوٹ جائے پھر دھو کر استعمال فرمائیے۔ درخت کی پکی ہوئی کھجوریں زیادہ مفید ہوتی ہیں۔ (مگر دھوئے بغیر کھجوریں بلکہ کوئی سا پھل اور سبزی وغیرہ استعمال نہ کریں ورنہ گرد و غبار، مکھیوں، کیڑے مکوڑوں کی بیٹ اور جراثیم کش دواؤں کے اثرات پیٹ میں جا کر بیماریوں کا باعث ہو سکتے ہیں)

{۲۵} مدینہ منورہ رَاَدَاَهَا اللهُ شَرَفًا وَ تَعْظِيمًا كِي كَهْجُورِو كِي كَهْطَلِيَا مَت پَهِيَنَكْنِي، كَسِي اَدَب كِي جَكِه ڈَا لِدِيَجِي يَا دِرِيَا بَر د فَر مَادِيَجِي، بَلَكِه هُو سَكِي تُو سَرُو تِي (س-رُو-تِي) سِي بَارِي كِ نَكْرِيَا كِر كِي يَا پِي سِي كِر ڈُبِيِي مِي ڈَا لِكِر جِي ب مِي ر كِه لِيَجِي اُور چَهَالِيِي كِي جَكِه اسْتِعْمَال كِر كِي اس كِي بَر كَتِي سِي لُو تُئِي۔ كُو نِي چِي ز خُوَا ه دُنْيَا كِي كَسِي بَهِي خَطِي كِي هُو جَب مَدِيْنَه مَنُورَه رَاَدَاَهَا اللهُ شَرَفًا وَ تَعْظِيمًا كِي فِضَاؤ سِي دَا خَل هُو نِي تُو مَدِيْنِي كِي هُو كِي لِهَذَا عَا شِقَانِ رَسُو لِ اُس كَا اَدَب كِر تِي هِي۔

كِيَا حَدِيْث مِي ن بَتَا يَا هُوَا عِلَا ج بَر اِي ك كِر سَكْتَا بِي !:

بِيْطْهِي بِيْطْهِي اسْلَامِي بَهَا نِيُو! بِيَا ن كِر دِه ”كَهْجُور كِي 25 مَدَنِي پَهُول“ مِي سِ مَخْتَلَف اَمْرَا ض مِي ”كَهْجُور“ كِي ذَرِيْعِي عِلَا ج تَجْوِي ز كِيَا كِيَا هِي، اِس سِلْسَلِي مِي اَيْنِدِه سَطُور كَا بَعُور مَطَا لِعَرَانِ شَاَاءُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ نَفْع بَحْش پَا نِي سِي كِي۔ چِنَا نِجِي (حَدِيْثِ پَا ك: ”فِي الْحَبَّةِ السُّودَاءِ شِفَا ئِي مِّنْ كُلِّ دَائِي اِلَّا السَّامَةَ۔ يَعْنِي كَا لَا دَا نِه (كَلُو نِجِي) مِي مَو ت كِي سُوَا هِر بِيَا رِي سِي شِفَا هِي“ كِي تَحْت) مَفْسَّرِ شَهِيْر حَكِيْمِ الْاُمَمَتِ حَضْر تِ مَفْتِي اَحْمَد يَار خَا ن عَلِيْنِه رَحْمَةُ الْحَنَانِ فَر مَاتِي هِي: هِر مَرَض (مِي سِ شِفَا) سِي مَرَا دِ هِر بَلَنْجِي اُور رَطُوبَت كِي اَمْرَا ض مِي (شِفَا هِي)، كِيُو نَكِه كَلُو نِجِي گَر م اُور خَشْك هُو تِي هِي لِهَذَا اَمْر طُوب (يَعْنِي تَرِي دَالِي) اُور سَر دِي كِي بِيَا رِيُو مِي مَفِي دِ هُو كِي۔ آ گِي چَل كِر مَزِي د فَر مَاتِي هِي: يِهَا م مَرَا دِ عَر ب كِي عَام بِيَا رِيَا هِي

(مرقات) یعنی کلو نجی عرب کی عام بیماریوں میں مفید ہے۔ خیال رہے کہ احادیثِ شریفہ کی دوائیں کسی حاذق طبیب (یعنی ماہر طبیب) کی رائے سے استعمال کرنی چاہئیں (اہل عرب کو تجویز کردہ دوائیں) صرف (اپنی) رائے سے استعمال نہ کریں کہ ہمارے (طبعی) مزاج اہل عرب کے (طبعی) مزاج سے جداگانہ ہیں۔ (مراۃ ج ۶ ص ۲۱۶، ۲۱۷) ساتھ ہی یہ بھی خاص تاکید ہے کہ اس کتاب میں دیا ہوا کوئی بھی نسخہ اپنے طبیب سے مشورہ کئے بغیر استعمال نہ کیا جائے اگرچہ یہ نسخہ اسی بیماری کیلئے ہو جس سے آپ دوچار ہوں۔ یاد رہے! لوگوں کی طبعی (طب۔ عی) کیفیات جدا جدا ہوتی ہیں، بسا اوقات ایک ہی دوا کسی کیلئے شفا و آرام کا باعث بنتی ہے تو کسی کیلئے موت کا پیام لاتی ہے۔ لہذا آپ کی جسمانی کیفیات سے واقف آپ کا مخصوص طبیب ہی یہ طے کر سکتا ہے کہ آپ کو کون سا نسخہ موافق آسکتا ہے اور کون سا نہیں۔

إفطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے:

دو فرامینِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: (1) ”بے شک روزہ دار کے لئے افطار کے وقت ایک ایسی دعا ہوتی ہے جو رد نہیں کی جاتی۔“ (ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۵۰ حدیث ۱۷۵۳) (2) ”تین شخصوں کی دُعا رد نہیں کی جاتی {۱} بادشاہِ عادل کی اور {۲} روزہ دار کی بوقتِ افطار اور {۳} مظلوم کی۔ ان تینوں کی دُعا اللہ عَزَّوَجَلَّ بادلوں سے بھی اُپر اُٹھالیتا ہے اور آسمان کے دروازے اُس کیلئے کھل جاتے ہیں اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) فرماتا ہے: ”مجھے میری عزت کی قسم! میں تیری ضرورت مند فرماؤں گا اگرچہ کچھ دیر بعد۔“ (ایضاً ص ۳۲۹ حدیث ۱۷۵۲)

صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ!

بم کھانے پینے میں رہ جاتے ہیں:

پیارے روزہ دارو! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اِفْطَارِ كے وقت دعا قبول ہوتی ہے، آہ! اس قبولیت کی گھڑی میں ہمارا نفس اس موقع پر سخت آزمائش میں پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اس وقت اکثر ہمارے آگے انواع و اقسام

کے پھلوں، کباب، سمو سوں، پکوڑوں کے ساتھ ساتھ گرمی کا موسم ہو تو ٹھنڈے ٹھنڈے شربت کے جام بھی موجود ہوتے ہیں، ادھر سورج غروب ہوا، ادھر کھانوں اور شربتوں پر ہم ایسے ٹوٹ پڑتے ہیں کہ دُعا یاد ہی نہیں رہتی! دُعا تو دُعا ہمارے کچھ اسلامی بھائی افطار کے دوران کھانے پینے میں اس قدر مشغول ہو جاتے ہیں کہ ان کو نمازِ مغرب کی پوری جماعت تک نہیں ملتی، بلکہ مَعَاذَ اللہ بعض تو اس قدر سستی کرتے ہیں کہ گھر ہی میں افطار کر کے وہیں پر بغیر جماعت نماز پڑھ لیتے ہیں۔
توبہ! توبہ!!

جنت کے طلب گارو! اتنی بھی غفلت مت کیجئے!! نمازِ باجماعت کی شریعت میں نہایت سخت تاکید آئی ہے۔ یاد رکھئے! بلا کسی صحیح شرعی مجبوری کے مسجد کی بیچ وقتہ نماز کی پہلی جماعت ترک کر دینا گناہ ہے۔ (فیضانِ رمضان ص ۹۸ تا ۱۰۶)

(06): ”فیضانِ تراویح“

{1} تراویح ہر عاقل و بالغ اسلامی بھائی اور اسلامی بہن کیلئے سنتِ مؤکدہ ہے۔ (ذریعہ تخریج ص ۲۵۹۶) اس کا ترک جائز نہیں۔ (بہار شریعت ج ۱ ص ۶۸۸)

{2} تراویح کی بیس رکعتیں ہیں۔ سیدنا فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے عہد میں بیس رکعتیں ہی پڑھی جاتی تھیں۔ (السُّنَنُ الكُبْرَى للبيهقي ج ۲ ص ۶۹۹ حدیث ۴۶۱۷)

{3} تراویح کی جماعت سنتِ مؤکدہ عَلَي الْكُفَايَہ ہے، اگر مسجد کے سارے لوگوں نے چھوڑ دی تو سب اسلامیات کے مرتکب ہوئے (یعنی بُرا کیا) اور اگر چند افراد نے باجماعت پڑھ لی تو تنہا پڑھنے والا جماعت کی فضیلت سے محروم رہا۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۷۰)

{۴} تراویح کا وقت عشا کے فرض پڑھنے کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ عشا کے فرض ادا کرنے سے پہلے اگر پڑھ لی تو نہ ہوگی۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۵)

{۵} وتر کے بعد بھی تراویح پڑھی جاسکتی ہے۔ (ذُرِّمُخْتَارِ ج ۲ ص ۵۹۷) جیسا کہ بعض اوقات 29 کو رویت ہلال کی شہادت (یعنی چاند نظر آنے کی گواہی) ملنے میں تاخیر کے سبب ایسا ہو جاتا ہے۔

{۶} مُسْتَحَب یہ ہے کہ تراویح میں تہائی رات تک تاخیر کریں، اگر آدھی رات کے بعد پڑھیں تب بھی کراہت نہیں۔ (لیکن عشا کے فرض اتنے مؤخر (Late) نہ کئے جائیں) (ایضاً ص ۵۹۸)

{۷} تراویح اگر فوت ہوئی تو اس کی قضا نہیں۔ (ایضاً)

{۸} بہتر یہ ہے کہ تراویح کی بیس رُكْعَتَیْنِ دودو کر کے دس سلام کے ساتھ ادا کریں۔ (ایضاً ص ۵۹۹)

{۹} تراویح کی بیس رُكْعَتَیْنِ ایک سلام کے ساتھ بھی ادا کی جاسکتی ہیں، مگر ایسا کرنا مکروہ

(تذہبی) ہے۔ (ایضاً) ہر دور رکعت پر قعدہ کرنا فرض ہے، ہر قعدے میں اَلتَّحِيَّاتُ کے بعد دُرُودِ شَرِيفِ بھی پڑھے اور طاق رکعت (یعنی پہلی، تیسری، پانچویں وغیرہ) میں ثنا پڑھے اور امام تعوذ و تَسْبِيْهَ بھی پڑھے۔

{۱۰} جب دودو رکعت کر کے پڑھ رہا ہے تو ہر دور رکعت پر الگ الگ نیت کرے اور اگر بیس

رُكْعَتُوْنَ کی ایک ساتھ نیت کر لی تب بھی جائز ہے۔ (رُذُّمُخْتَارِ ج ۲ ص ۵۹۷)

{۱۱} بلا عذر تراویح بیٹھ کر پڑھنا مکروہ ہے بلکہ بعض فقہائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَامُ کے نزدیک تو

ہوتی ہی نہیں۔ (ذُرِّمُخْتَارِ ج ۲ ص ۶۰۳)

{۱۲} تراویح مسجد میں باجماعت ادا کرنا افضل ہے، اگر گھر میں باجماعت ادا کی تو ترک جماعت کا گناہ نہ ہو مگر وہ ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۶) عشا کے فرض مسجد میں باجماعت ادا کر کے پھر گھر یا ہال وغیرہ میں تراویح ادا کیجئے اگر بلا عذر شرعی مسجد کے بجائے گھر یا ہال وغیرہ میں عشا کے فرض کی جماعت قائم کر لی تو ترک واجب کے گناہ گار ہوں گے۔ اس کا تفصیلی مسئلہ فیضان سنت (جلد اول) کے باب ”پیٹ کا قفل مدینہ“ صفحہ ۱۳۵ پر ملاحظہ فرمائیے۔

{۱۳} نابالغ امام کے پیچھے صرف نابالغان ہی تراویح پڑھ سکتے ہیں۔

{۱۴} بالغ کی تراویح (بلکہ کوئی بھی نماز حتیٰ کہ نفل بھی) نابالغ کے پیچھے نہیں ہوتی۔

{۱۵} تراویح میں پورا کلام اللہ شریف پڑھنا اور سننا سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے لہذا اگر چند لوگوں نے مل کر تراویح میں ختم قرآن کا اہتمام کر لیا تو بقیہ علاقے والوں کیلئے کفایت کرے گا۔ ”فتاویٰ رضویہ“ جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۴ پر ہے: قرآن دَر تراویح ختم کر دَن نہ فَرَض سَت وَنہ سُنَّتِ عین۔ یعنی تراویح میں قرآن کریم ختم کرنا نہ فرض نہ سنت عین ہے۔ اور صفحہ ۳۳۵ پر ہے: ختم قرآن دَر تراویح سنت کفایہ است۔ یعنی تراویح میں ختم قرآن سنت کفایہ ہے۔

{۱۶} اگر باشرائط حافظ نہ مل سکے یا کسی وجہ سے ختم نہ ہو سکے تو تراویح میں کوئی سی بھی سورتیں پڑھ لیجئے اگر چاہیں تو اَلَمْ تَرَ سَ وَالنَّاسِ دُو بَارِ پڑھ لیجئے، اس طرح بیس رکعتیں یاد رکھنا آسان رہے گا۔ (ماخوذ از عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۸)

{۱۷} ایک بَارِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ جہر کے ساتھ (یعنی اونچی آواز سے) پڑھنا سنت ہے اور ہر سورت کی ابتدا میں آہستہ پڑھنا مُسْتَحَب ہے۔ مُتَّخِرِین (یعنی بعد میں آنے والے فقہائے

گرامِ رَحْمَهُمُ اللهُ السَّلَامِ) نے ختم تراویح میں تین بار قُلْ هُوَ اللهُ شَرِيفٌ پڑھنا مُسْتَحَبَّ کہا نیز بہتر یہ ہے کہ ختم کے دن پچھلی رکت میں اَلْمَدَّ (۱) سے مُفْلِحُونَ تک پڑھے۔ (بہار شریعت ج ۱ ص ۲۹۳، ۲۹۵)

{۱۸} اگر کسی وجہ سے تراویح کی نماز فاسد ہو جائے تو جتنا قرآن پاک اُن رکتوں میں پڑھا تھا اُن کا اعادہ کریں تاکہ ختم میں نقصان نہ رہے۔ (عائلیغری ج ۱ ص ۱۱۸)

{۱۹} امام غلطی سے کوئی آیت یا سورت چھوڑ کر آگے بڑھ گیا تو مُسْتَحَبَّ یہ ہے کہ اُسے پڑھ کر پھر آگے بڑھے۔ (ایضاً)

{۲۰} الگ الگ مسجد میں تراویح پڑھ سکتا ہے جبکہ ختم قرآن میں نقصان نہ ہو، مثلاً تین مساجد ایسی ہیں کہ ان میں ہر روز سو پارہ پڑھا جاتا ہے تو تینوں میں روزانہ باری باری جاسکتا ہے۔

{۲۱} دو رکت پر بیٹھنا بھول گیا تو جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے، آخر میں سجدہ سہو کر لے۔ اور اگر تیسری کا سجدہ کر لیا تو چار پوری کر لے مگر یہ دو شمار ہوں گی۔ ہاں دو پر قعدہ کیا تھا تو چار ہوں۔ (ایضاً)

{۲۲} تین رکتیں پڑھ کر سلام پھیرا اگر دوسری پر بیٹھا نہیں تھا تو نہ ہوں ان کے بدلے کی دو رکتیں دوبارہ پڑھے۔ (ایضاً)

{۲۳} سلام پھیرنے کے بعد کوئی کہتا ہے دو ہوں کوئی کہتا ہے تین، تو امام کو جو یاد ہو اُس کا اعتبار ہے، اگر امام خود بھی تذبذب (یعنی شک و شبہ) کا شکار ہو تو جس پر اعتماد ہو اُس کی بات مان لے (ایضاً ص ۱۱۷)

{۲۴} اگر لوگوں کو شک ہو کہ بیس ہوں یا اٹھارہ؟ تو دو رکت تنہا تنہا پڑھیں۔ (ایضاً)

{۲۵} افضل یہ ہے کہ تمام شفعوں میں قرائت برابر ہو اگر ایسا نہ کیا جب بھی حرج نہیں، اسی طرح ہر شفع (کہ دو رکعت پر مشتمل ہوتا ہے اس) کی پہلی اور دوسری رکعت کی قرائت مساوی (یعنی یکساں) ہو، دوسری کی قرائت پہلی سے زائد نہیں ہونی چاہیے۔ (ایضاً)

{۲۶} امام و مقتدی ہر دو رکعت کی پہلی میں ثنا پڑھیں (امام اَعُوذُ اور بِسْمِ اللّٰهِ بھی پڑھے) اور التَّحِيَّاتُ کے بعد دُرُودِ ابراہیم اور دعا بھی۔ (دُرُْمُختار و دُرُْمُختار ج ۲ ص ۲۰۲)

{۲۷} اگر مقتدیوں پر گرانی (دشواری) ہوتی ہو تو تشہد کے بعد اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ پر اکتفا کرے۔ (بہار شریعت ج ۱ ص ۶۹۰، دُرُْمُختار و دُرُْمُختار ج ۲ ص ۲۰۲)

{۲۸} اگر ستائیسویں کو یا اس سے قبل قرآن پاک ختم ہو گیا تب بھی آخرِ رمضان تک تراویح پڑھتے رہیں کہ سنتِ مؤکدہ ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۸)

{۲۹} ہر چار رکعتوں کے بعد اتنی دیر بیٹھنا مُسْتَحَبَّ ہے جتنی دیر میں چار رکعات پڑھی ہیں۔ (بہار شریعت ج ۱ ص ۶۹۰، عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۵)

{۳۰} اس بیٹھنے میں اسے اختیار ہے کہ چپ بیٹھا رہے یا ذکر و دُرُود اور تلاوت کرے یا چار رکعتیں تنہا نفل پڑھے (دُرُْمُختار ج ۲ ص ۶۰۰، بہار شریعت ج ۱ ص ۶۹۰) یہ تسبیح بھی پڑھ سکتے ہیں:

سُبْحَنَ ذِي الْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ، سُبْحَنَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبْرُوتِ ،
سُبْحَنَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ ، سُبُّوْهُ قُدُّوْهُ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنْ
النَّارِ يَا مُجِيْرًا مُّجِيْرًا مُّجِيْرًا - بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

{۳۱} بیس رکعتیں ہو چکنے کے بعد پانچواں ترویج بھی مُسْتَحَبَّ ہے، اگر لوگوں پر گراں ہو تو پانچویں بار نہ بیٹھے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۵)

{۳۲} مقتدی کو جائز نہیں کہ بیٹھا رہے، جب امام رکوع کرنے والا ہو تو کھڑا ہو جائے، یہ منافقین سے مشابہت ہے۔ سُوْرَةُ النَّسَاءِ کی آیت نمبر 142 میں ہے: **وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُتْمًا** (ترجمہ کنز الایمان: اور (منافق) جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے) (بہار شریعت ج ۱ ص ۶۹۳، غنیہ ص ۴۱۰) فرض کی جماعت میں بھی اگر امام رکوع سے اٹھ گیا تو سجدوں وغیرہ میں فوراً شریک ہو جائیں نیز امام قعدہ اولیٰ میں ہو تب بھی اُس کے کھڑے ہونے کا انتظار نہ کریں بلکہ شامل ہو جائیں۔ اگر قعدے میں شامل ہو گئے اور امام کھڑا ہو گیا تو **اَلتَّحِيَّاتُ** پوری کئے بغیر نہ کھڑے ہوں۔ {۳۳} رمضان شریف میں وتر جماعت سے پڑھنا افضل ہے، مگر جس نے عشا کے فرض بغیر جماعت کے پڑھے وہ وتر بھی تنہا پڑھے۔ (بہار شریعت ج ۱ ص ۶۹۲، ۶۹۳ مُلَخَّصًا)

{۳۴} یہ جائز ہے کہ ایک شخص عشا و وتر پڑھائے اور دوسرا تراویح۔

{۳۵} حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فرض و وتر کی جماعت کرواتے تھے اور حضرت سیدنا ابی بن کعب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تراویح پڑھاتے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۶)

اے ہمارے پیارے پیارے اللہ عَزَّوَجَلَّ! ہمیں نیک، مخلص اور دُرُست قرآن کریم پڑھنے والے حافظ صاحب کے پیچھے خشوع و خضوع کے ساتھ تراویح ادا کرنے کی سعادت نصیب کر اور قبول بھی فرما۔

اٰمِيْنَ بِجَاہِ النَّبِيِّ الْاَمِيْنِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْبِ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

(فیضانِ رمضان ص ۱۵۹ تا ۱۶۴)

(07): ”فیضانِ لیلة القدر“

امام اعظم، امام شافعی اور صاحبین کے اقوال:

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے اس بارے میں دو قول منقول ہیں: {1} لیلة القدر رَمَضَانَ الْبَارَكَ فِيهَا مِنْ هِيَ لَيْكِنْ كَوْنُ رَاتٍ مُعَيَّنَةٍ (Fix) نہیں {2} سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کا ایک مشہور قول یہ ہے کہ لیلة القدر پورا سال گھومتی رہتی ہے، کبھی ماہِ رَمَضَانَ الْبَارَكَ فِيهَا میں ہوتی ہے اور کبھی دوسرے مہینوں میں۔ یہی قول سیدنا عبد اللہ ابن عباس، سیدنا عبد اللہ ابن مسعود اور سیدنا عکرمہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ سے بھی منقول ہے۔ (عمدة القاری ج ۸ ص ۲۵۳ تحت الحدیث ۲۰۱۵)

سیدنا امام شافعی عَلَيهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي کے نزدیک ”شبِ قدر“ رَمَضَانَ الْبَارَكَ فِيهَا کے آخری عشرے میں ہے اور اس کی رات مُعَيَّنَةٍ (Fix) ہے، اس میں قیامت تک تبدیلی نہیں ہوگی۔ (ایضاً) سیدنا امام ابو یوسف اور سیدنا امام محمد رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا کے نزدیک لیلة القدر رَمَضَانَ الْبَارَكَ فِيهَا ہی میں ہے لیکن کوئی رات مُعَيَّنَةٍ (Fix) نہیں۔ اور ان کا ایک قول یہ ہے کہ رَمَضَانَ الْبَارَكَ فِيهَا کی آخری پندرہ راتوں میں لیلة القدر ہوتی ہے۔ (ایضاً)

شب قدر بدلتی رہتی ہے:

سیدنا امام مالک رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْه کے نزدیک شبِ قدر رَمَضَانَ الْبَارَكَ فِيهَا کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہوتی ہے۔ مگر کوئی ایک رات مخصوص نہیں، ہر سال ان طاق راتوں میں گھومتی رہتی ہے، یعنی کبھی اکیسویں شب لیلة القدر ہو جاتی ہے تو کبھی تیسویں، کبھی پچیسویں تو کبھی ستائیسویں اور کبھی اسیسویں شب بھی قدر ہو جایا کرتی ہے۔ (عمدة القاری

شیخ ابوالحسن شاذلی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی اور شب قدر:

سلسلہ قادریہ شاذلیہ کے عظیم پیشوا حضرت سیدنا شیخ ابوالحسن شاذلی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْوَالِی (متوفی 656ھ) فرماتے ہیں: ”جب کبھی اتوار یا بدھ کو پہلا روزہ ہو تو اُن تیسویں شب، اگر پیر کا پہلا روزہ ہو تو اکیسویں شب، اگر پہلا روزہ منگل یا جمعہ کو ہو تو ستائیسویں شب اگر پہلا روزہ جمعرات کو ہو تو پچیسویں شب اور اگر پہلا روزہ ہفتے کو ہو تو میں نے تیسویں شب میں شبِ قدر کو پایا۔“ (تفسیر صاوی ج ۶ ص ۲۴۰۰)

ستائیسویں رات شب قدر:

اگرچہ بزرگانِ دین اور مفسرین و محدثین رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى اَجْمَعِينَ کا شبِ قدر کے تعین میں اختلاف ہے، تاہم بھاری اکثریت کی رائے یہی ہے کہ ہر سال ماہِ رَمَضَانَ الْبَارِكِ کی ستائیسویں شب ہی شبِ قدر ہے۔ سید الانصار، سید القراء، حضرت سیدنا ابی بن کعب رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے نزدیک ستائیسویں شبِ رَمَضَانَ ہی ”شبِ قدر“ ہے۔ (مسلم ص ۳۸۳ حدیث ۷۶۲)

حضرت سیدنا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِی بھی فرماتے ہیں کہ شبِ قدرِ رَمَضَانَ شَرِيفِ كِي ستائیسویں رات ہوتی ہے۔ اپنے بیان کی تائید کیلئے انہوں نے دو دلائل بیان فرمائے ہیں: {۱} ”كَيْلَةُ الْقَدْرِ“ میں نو حروف ہیں اور یہ کلمہ سُورَةُ الْقَدْرِ میں تین مرتبہ ہے، اس طرح ”تین“ کو ”نو“ سے ضرب دینے سے حاصل ضرب ”ستائیس“ آتا ہے جو کہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ شبِ قدرِ ستائیسویں رات ہے۔ {۲} اس سورہ مبارکہ میں تیس کلمات (یعنی تیس الفاظ) ہیں۔ ستائیسواں کلمہ ”ہی“ ہے جس کا مرکز كَيْلَةُ الْقَدْرِ ہے۔ گویا اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى كِي طرف سے نیک لوگوں کیلئے یہ اشارہ ہے کہ رَمَضَانَ شَرِيفِ كِي ستائیسویں شب

قدر ہوتی ہے۔ (تفسیر عزیزی ج ۳ ص ۲۵۹ ملخصاً)

گویا شب قدر حاصل کر لی:

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: جس نے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ“، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ“ (1) تین مرتبہ پڑھا تو اُس نے گویا شب قدر حاصل کر لی۔ (ابن عساکر ج ۶ ص ۲۷۶) ہو سکے تو ہر رات تین بار یہ دُعا پڑھ لینی چاہئے۔

رضائے الہی عَزَّوَجَلَّ کے خواہشمندو! ہو سکے تو سارا ہی سال ہر رات اہتمام کے ساتھ کچھ نہ کچھ نیک عمل کر لینا چاہیے کہ نہ جانے کب شب قدر ہو جائے۔ ہر رات میں دو فرض نمازیں آتی ہیں، دیگر نمازوں کے ساتھ ساتھ مغرب و عشا کی نمازوں کی جماعت کا بھی خوب اہتمام ہونا چاہئے کہ اگر شب قدر میں ان دونوں کی جماعت نصیب ہو گئی تو ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ بیڑا ہی پار ہے، بلکہ اسی طرح پانچوں نمازوں کے ساتھ ساتھ روزانہ عشا و فجر کی جماعت کی بھی خصوصیت کے ساتھ عادت ڈال لیجئے۔ دو فرامینِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ملاحظہ ہوں: {۱} جس نے عشا کی نماز باجماعت پڑھی اُس نے گویا آدھی رات قیام کیا اور جس نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی اُس نے گویا پوری رات قیام کیا۔ (مسلم ص ۳۲۹ حدیث ۶۵۶) {۲} ”جس نے عشا کی نماز باجماعت پڑھی تحقیق اُس نے کِبْلَةُ الْقَدْرِ سے اپنا حصہ حاصل کر لیا۔“ (مُعْجَم کبیر ج ۸ ص ۷۹ حدیث ۷۷۵) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کے متلاشیو! اگر تمام سال یہی عادتِ جماعت رہی تو شب قدر میں بھی ان دونوں نمازوں کی جماعتِ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ نصیب ہو جائے گی اور رات بھر سونے کے باوجود ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ روزانہ کی طرح شب قدر میں بھی گویا ساری رات کی عبادت کرنے والے قرار پائیں گے۔

شب قدر کی دُعا:

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سَيِّدَتُنَا عَائِشَةُ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میں عرض کی: ”يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ! اگر مجھے

شب قدر کا علم ہو جائے تو کیا پڑھوں؟“ فرمایا: اس طرح دُعا مانگو: اَللّٰهُمَّ اِنِّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي۔ یعنی اے اللہ عزَّوَجَلَّ! بیشک تو معاف فرمانے والا ہے اور معافی دینا پسند کرتا ہے لہذا مجھے معاف فرما دے۔ (ترمذی ج ۵ ص ۳۰۶ حدیث ۳۵۲۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کاش! ہم روزانہ رات یہ دُعا کم از کم ایک بار ہی پڑھ لیا کریں کہ کبھی تو شب قدر نصیب ہو جائے گی۔ اور ستائیسویں شب تو یہ دُعا بارہا پڑھنی چاہئے۔

شب قدر کے نوافل:

حضرت سیدنا اسماعیل حقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰهِ الْقَوِی ”تفسیر رُوح البیان“ میں یہ روایت نقل کرتے ہیں: جو شب قدر میں اخلاص نیت سے نوافل پڑھے گا اُس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (رُوح البیان ج ۱۰ ص ۴۸۰)

سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جب رَمَضانُ المبارک کے آخری دس دِن آتے تو عبادت پر کمر باندھ لیتے، ان میں راتیں جاگا کرتے اور اپنے اہل کو جگایا کرتے۔ (ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۵۷ حدیث ۱۷۶۸)

حضرت سیدنا اسماعیل حقی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰهِ الْقَوِی نقل کرتے ہیں کہ بزرگان دین رَحْمَہُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن اس عشرے کی ہر رات میں دو رکعت نفل شب قدر کی نیت سے پڑھا کرتے تھے۔ نیز بعض اکابر سے منقول ہے کہ جو ہر رات دس آیات اس نیت سے پڑھے تو اس کی برکت اور ثواب سے محروم نہ ہوگا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً یہ رات منبع برکات ہے۔ چنانچہ حضرت سیدنا انس بن مالک رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ایک بار جب ماہِ رَمَضانِ شریف تشریف لایا تو حضورِ انور، شافعِ مَحَشَا، مدینے کے تاجور، بِاِذْنِ رَبِّ الْکَبْرِ غیبوں سے باخبر محبوبِ دَاوْرِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

نے فرمایا: ”تمہارے پاس یہ مہینا آیا ہے جس میں ایک رات ایسی بھی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس رات سے محروم رہ گیا، گویا تمام کی تمام بھلائی سے محروم رہ گیا اور اس کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقتاً محروم ہے۔“

(ابن ماجہ ج ۲ ص ۲۹۸ حدیث ۱۶۴۴)

اے ہمارے پیارے پیارے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اپنے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے طفیل ہم گناہ گاروں کو لَیْلَةُ الْقَدْرِ کی برکتوں سے مالا مال کر اور زیادہ سے زیادہ اپنی عبادت کی توفیق مرحمت فرما۔ اَمِیْنِ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

لَیْلَةُ الْقَدْرِ مِیْنِ مَطْلَعِ الْفَجْرِ حَق

مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام (حدائق بخشش ص ۲۹۹)

(فیضانِ رمضان ۱۸۳-۱۸۷)

(08): ”اعتکاف کا ثواب و اقسام“

دو فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

دو حج اور دو عمروں کا ثواب:

{۱} ”جس نے رَمَضَانَ الْبُبَارَكَ میں دس دن کا اعتکاف کر لیا وہ ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کئے۔“ (شُعَبُ الْاِيْمَانِ ج ۳ ص ۴۲۵ حدیث ۳۹۶۶) {۲} ”اعتکاف کرنے والا گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کیلئے تمام نیکیاں لکھی جاتی ہیں جیسے ان کے کرنے والے کے لئے ہوتی ہیں۔“ (ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۶۵ حدیث ۱۷۸۱)

بغیر کیے نیکیوں کا ثواب:

مُفَسِّسِ شَهِيرِ حَكِيمِ الْأُمَّتِ حَضْرَتِ مُفْتِي أَحْمَدِ يَارْخَانَ عَلَيِّهِ رَحْمَةُ الْحَنَّانِ حَدِيثِ نَمْبَرِ 2 كِتَابِ مَرَاةِ جُلْدِ 3 صَفْحَةِ 217 پَرِ فَرَمَاتِي هِيَ: ”لِيَعْنِي اعْتِكَافُ كَانُ فَوْرِي فَاغْدَه تُو يَه هِي كِه يَه مَعْتَكْفُ كُو كُنَا هُو سِي بَا ز رَكْهَتَا هِي۔ عَكْفُ كِي مَعْنِي هِي رُو كُنَا، بَا ز رَكْهِنَا، كِيُونَكِه اَكْثَرُ كُنَا هِ غَيْبِت، جَهْوُطُ اُو رِ چَنْغَلِي وَغَيْرِه لُو كُو سِي اَخْتِلَاطُ كِي بَا عِثُ هُو تِي هِي مَعْتَكْفُ كُو شَهْ نَشِيْن هِي اُو رِ جُو اَس سِي مَلْنِي اَتَا هِي وَه بَهِي مَسْجِدُ وَاعْتِكَافُ كَالْحَاظُ رَكْهَتِي هُوْنِي بَرِي بَاتِيْن نِه كَرْتَا هِي نِه كَرَاتَا هِي۔ لِيَعْنِي مَعْتَكْفُ اعْتِكَافُ كِي وَجِه سِي جَنْ نِيكِيُو سِي مَحْرُومُ هُو كُنَا جِيْسِي زِيَارَتِ قُبُورِ مُسْلِمَان سِي مَلَا قَاتِ بِيَارُ كِي مَزَانُ پَرِ سِي، نَمَازِ جِنَا زِه مِيْن حَاضِرِي اَسِي اَنْ سَبُّ نِيكِيُو كَا ثَوَابُ اَسِي طَرَحُ مَلْتَا هِي جِيْسِي يَه كَامُ كَرْنِي وَالُو كُو ثَوَابُ مَلْتَا هِي، اِنْ شَاءَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ غَا زِي، حَاجِي، طَالِبُ عِلْمُ دِيْنِ كَا بَهِي يَه هِي حَالُ هِي۔“

روزانہ حج کا ثواب:

حَضْرَتِ سَيِّدِنَا حَسَنِ بَصْرِي رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سِي مَنْقُولُ هِي: ”مَعْتَكْفُ كُو هَرُ رُو زَا يَكُ حَجُّ كَا ثَوَابُ مَلْتَا هِي۔“ (شُعَبُ الْاِيْمَانِ ج 3 ص 225 حَدِيثُ 3968)

اعتكاف کی تعریف:

”مَسْجِدُ مِيْنِ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ كِي رِضَا كِيْلِيْ بِي نِيْتِ اعْتِكَافُ تَهْمُرْنَا اعْتِكَافُ هِي۔“ اَس كِيْلِيْ مُسْلِمَانُ كَا عَاقِلُ هُوْنَا اُو رِ جَنَابَتِ اُو رِ حِيْضُ وَنَفَاسُ سِي پَا كُ هُوْنَا شَرَطُ هِي۔ بَلُو غُ شَرَطُ نَهِيْن، نَابَا لُغُ بَهِي جُو تَمِيْزُ رَكْهَتَا هِي اَكْرَبُ نِيْتِ اعْتِكَافُ مَسْجِدُ مِيْنِ تَهْمُرِيْ تُو اَسُ كَا اعْتِكَافُ صَحِيْحُ هِي۔ (عَالِمُ الْبِيْرِي ج 1 ص 211)

اعتكاف کے لفظی معنی:

اعْتِكَافُ كِي لَعُوِي مَعْنِي هِي: ”اِي كُ جَكِه جَمِي رِهْنَا“ مُطْلَبُ يَه كِه مَعْتَكْفُ اللهُ رَبُّ الْعِزَّتِ عَزَّ وَجَلَّ كِي بَارُ كَاهُ عِظْمَتِ مِيْنِ اُسُ كِي عِبَادَتِ پَرِ كُرْبِسْتِه هُو كَرُ اِي كُ جَكِه جَمِي كَرُ بِيْطَارُ هَتَا هِي۔ اَس

کی یہی دُھن ہوتی ہے کہ کسی طرح اس کا پروردگار عَزَّوَجَلَّ اس سے راضی ہو جائے۔

اب تو غنی کے در پر بستر جمادیئے ہیں:

حضرت سیدنا عطاءخر اسانی قُدَّسَ سِرُّهُ التُّورَانِی فرماتے ہیں: معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اللہ تَعَالَى کے در پر آپڑا ہو اور یہ کہہ رہا ہو: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی! جب تک تو میری مغفرت نہیں فرمادے گا میں یہاں سے نہیں ٹلوں گا۔“ (بدائع الصنائع ج ۲ ص ۲۷۳)

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے

اب تو غنی کے در پر بستر جمادیئے ہیں

(حدائق بخشش ص ۱۰۱)

اعتکاف کی قسمیں:

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں {۱} اعتکافِ واجب {۲} اعتکافِ سنّت {۳} اعتکافِ نفل۔

اعتکافِ واجب:

اعتکاف کی نذر (یعنی منّت) مانی یعنی زبان سے کہا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کیلئے میں فلاں دن یا اتنے دن کا اعتکاف کروں گا۔“ تو اب جتنے دن کا کہا ہے اتنے دن کا اعتکاف کرنا واجب ہو گیا۔ منّت کے الفاظ زبان سے ادا کرنا شرط ہے، صرف دل ہی دل میں منّت کی نیت کر لینے سے منّت صحیح نہیں ہوتی۔ (اور ایسی منّت کا پورا کرنا واجب نہیں ہوتا) (رَدُّ الْمُبْتَاعِ ج ۳ ص ۲۹۵ مُدْخَلًا)

منّت کا اعتکاف مرد مسجد میں کرے اور عورت مسجد بیت میں، اس میں روزہ بھی شرط ہے۔ (عورت گھر میں جو جگہ نماز کیلئے مخصوص کر لے اُسے ”مسجد بیت“ کہتے ہیں)

اعتکافِ سنّت:

رَمَضانُ الْبُبارِک کے آخری عشرے کا اعتکاف ”سُنَّتِ مُؤَكَّدَا عَلَی الْکُفَایَہ“ ہے۔ (دُرِّ مُتَّارِ ج ۳ ص ۲۹۵) اگر سب ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہو گا اور شہر میں ایک نے کر لیا تو سب

بری الذمہ۔ بہار شریعت ج ۱ ص ۱۰۲۱)

اس اعتکاف میں یہ ضروری ہے کہ رَمَضانُ الْبَارِكِ کی بیسویں تاریخ کو غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے مسجد کے اندر بہ نیتِ اعتکاف موجود ہو اور اُنٹیس (اُن۔ تیس) کے چاند کے بعد یا تیس کے غروبِ آفتاب کے بعد مسجد سے باہر نکلے۔ اگر 20 رَمَضانُ الْبَارِكِ کو غروبِ آفتاب کے بعد مسجد میں داخل ہوئے تو اعتکاف کی سنتِ مؤکدہ ادا نہ ہوئی۔

اعتکاف کی نیت اس طرح کیجئے:

”میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کیلئے رَمَضانُ الْبَارِكِ کے آخری عشرے کے سنتِ اعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔“ (دل میں نیت ہونا شرط ہے، دل میں نیت حاضر ہوتے ہوئے زبان سے بھی کہہ لینا بہتر ہے)

اعتکافِ نفل

نذر اور سنتِ مؤکدہ کے علاوہ جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب و سنتِ غیر مؤکدہ ہے۔ (بہار شریعت ج ۱ ص ۱۰۲۱) اس کیلئے نہ روزہ شرط ہے نہ کوئی وقت کی قید، جب بھی مسجد میں داخل ہوں اعتکاف کی نیت کر لیجئے، جب مسجد سے باہر نکلیں گے اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ فرماتے ہیں: جب مسجد میں جائے اعتکاف کی نیت کر لے، جب تک مسجد ہی میں رہے گا اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، مخزجہ ج ۸ ص ۹۸) نیتِ دل کے ارادے کو کہتے ہیں، اگر دل ہی میں آپ نے ارادہ کر لیا کہ ”میں سنتِ اعتکاف کی نیت کرتا ہوں۔“ آپ معتکف ہو گئے، دل میں نیت حاضر ہوتے ہوئے زبان سے بھی یہی الفاظ کہہ لینا بہتر ہے۔ مادری زبان میں بھی نیت ہو سکتی ہے مگر عربی میں زیادہ بہتر جبکہ معنی ذہن میں موجود ہوں۔ ”ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت“ صفحہ 317 پر ہے:

”نَوَيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِكَافِ“

ترجمہ: میں نے سنتِ اعتکاف کی نیت کی۔“

مسجدُ النَّبَوِيِّ الشَّرِيفِ عَلٰى صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ کے قدیم اور مشہور دروازے ”بابُ الرَّحْمَةِ“ سے داخل ہوں تو سامنے ہی ستون مبارک ہے اس پر یاد دہانی کیلئے قدیم زمانے سے نمایاں طور پر نَوِيْتُ سُنَّةَ الْاِعْتِكَافِ لکھا ہوا ہے۔

مسجد میں کھانا پینا

یاد رکھئے! مسجد کے اندر کھانے پینے، سحر و افطار کرنے، آبِ زم زم یادم کیا ہو اپانی پینے اور سونے کی شرعاً اجازت نہیں، اگر اعتکاف کی نیت تھی تو ضمناً ان سب کاموں کی اجازت ہو جائے گی۔ یہاں یہ بات بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ اعتکاف کی نیت صرف کھانے، پینے اور سونے وغیرہ کیلئے نہ کی جائے، ثواب کیلئے کی جائے۔ رَدُّ الْمَحْتَار (شامی) میں ہے: ”اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا یا سونا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر لے، کچھ دیر ذکرِ اللہ عَزَّوَجَلَّ کرے پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھاپی یا سو سکتا ہے)۔“ (رَدُّ الْمَحْتَار ج ۳ ص ۵۰۶)

(فیضانِ رمضان ص ۲۱۸ تا ۲۲۱)

(09): ”اجتماعی اعتکاف کی 41 نیتیں“

فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ۔ ”مسلمان کی نیت

اس کے عمل سے بہتر ہے۔“ (مُعْجَمُ كَبِيرِ ج ۶ ص ۱۸۵ حدیث ۵۹۴۲)

اپنے اعتکاف کی عظیم الشان نیکی کے ساتھ مزید اچھی اچھی نیتیں شامل کر کے ثواب میں خوب اضافہ کیجئے۔ مکتبۃ المدینہ کی طرف سے شائع کردہ کارڈ میں سے سرکارِ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى

عَلَيْهِ كِي بِيَان كِرْدِه مَسْجِد ميں جَانِي كِي 40 نِيْتُوں ميں سِي حَسْبِ حَال نِيْتِيں كَرْنِي كِي سَاتِه سَاتِه مَوْقِع كِي مَنَاسَبَت سِي مَزِيْدِيَه نِيْتِيں بِي كَر كِي گِهْر سِي نَكَلْنِي، (مَسْجِد ميں آكِر بِي حَسْبِ حَال نِيْتِيں كِي جَا سَكْتِي هِيں، جَب بِي اَجِي اَجِي نِيْتِيں كَرِيں ثَوَاب كِي نِيْتِ پِيْش نَظَر رَكْهَا كَرِيں)

{1} يِكْسُوْنِي كِي سَاتِه عِبَادَت بَجَالَانِي، ذَاتِي مَطَالَعِه يَا اَهْلِ عِلْم كِي مُيَسَّرِه هُونِي پَر اِس سِي عِلْمِ دِيْن سِي كِهْنِي كِي مَوْقِع سِي فَاَنْدِه اُتْهَانِي، لَيْلَةُ الْقَدْرِ كِي بَر كَتِيں پَانِي اُور مَاهِ رَمَضَانَ الْبَارِكِ كِي قِيْمَتِي لِحَات سِي مَكْمَل فَاَنْدِه اُتْهَانِي كِي لِي پُورِي مَاهِ رَمَضَانَ الْبَارِكِ (يَا آخِرِي دَس دِن) كِي سُنَّتِ اِعْتِكَافِ كِي لِي جَارِ هَا هُوں {2} تَصَوُّفِ كِي اِن اُصُولُوں (الف) تَقْلِيلِ طَعَامِ (يَعْنِي كَم كِهَانَا) (ب) تَقْلِيلِ كَلَامِ (يَعْنِي كَم بُولْنَا) (ج) تَقْلِيلِ مَنَامِ (يَعْنِي كَم سُونَا) پَر كَارِ بِنْدَرِ هُوں گَا {3} رُوْزَانِه پَانِچُوں نَمَازِيں پِهَلِي صَف ميں {4} تَكْبِيْرِ اَوَّلِي كِي سَاتِه {5} بَا جَمَاعَتِ اِدَا كَرُوں گَا {6} هِر اِذَانَ اُور {7} هِر اِقَامَتِ كَا جَوَابِ دُوں گَا {8} هِر بَارِ مَعِ اَوَّلِ وَاخِرِ دُرُوْدِ شَرِيْفِ اِذَانَ كِي بَعْدِ كِي دُعَا پُڑْهُوں گَا {9} رُوْزَانِه تَهْتِجْدِ {10} اِشْرَاقِ {11} چَاشْتِ وَا {12} اَوَّابِيْنِ كِي نَوَافِلِ اِدَا كَرُوں گَا {13} تَلَاوَتِ اُور {14} دُرُوْدِ شَرِيْفِ كِي كَثْرَتِ كَرُوں گَا {15} رُوْزَانِه رَاتِ سُورَةُ الْبُنْدُكِ پُڑْهُوں يَاسُنُوں گَا {16} كَم اَز كَم طَاقِ (ODD) رَاتُوں ميں صَلُوَّةُ النَّسِيْحِ اِدَا كَرُوں گَا {17} تَمَامِ سُنْتُوں بَهْرِي حَلَقُوں اُور {18} بِيَانَاتِ ميں اَوَّلِ تَا آخِرِ شَرِكَتِ كَرُوں گَا {19} رِشْتِي دَارُوں اُور مَلَا قَاتِيُوں كُو بِي اِنْفِرَادِي كُو شَشِ كَر كِي سُنْتُوں بَهْرِي حَلَقُوں ميں بُتْهَآؤں گَا {20} زَبَانَ پَر قَفْلِ مَدِيْنِه لَگَاؤں گَا يَعْنِي فَضُولِ كُوْنِي سِي بِيچُوں گَا اُور مَمْكِنِ هُوَا تُو اِس نِيْتِ خِيْر كِي سَاتِه ضَرُورَتِ كِي بَاتِ بِي حَتِي اَلَا مَكَانِ لَكْهِي كَرِيَا اِشْرَارِي سِي كَرُوں گَا تَا كِه فَضُولِ يَابَرِي بَاتُوں ميں نِه جَا پُڑُوں يَاشُورِ وَا غَلِ كَا سَبَبِ نِه بِنِ جَاؤُوں {21} مَسْجِدِ كُو هِر طَرَحِ كِي بَدْبُو سِي بِيچَاؤُوں

گا {۲۲} مسجد میں نظر آنے والے تنکے اور بالوں کے گچھے وغیرہ اٹھا کر ڈالنے کیلئے اپنی جیب میں
 شاپر رکھوں گا۔ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: ”جو مسجد سے اذیت کی چیز نکالے اللہ
 عَزَّوَجَلَّ اُس کیلئے جنت میں ایک گھر بنائے گا“ (ابن ماجہ ج ۱ ص ۴۱۹ حدیث ۷۵۷) {۲۳} اپنے پسینے اور منہ کی رال
 وغیرہ کی آلودگی سے مسجد کے فرش یا درمی یا کارپیٹ کو بچانے کیلئے صرف اپنی ذاتی چادر یا چٹائی پر ہی
 سوؤں گا {۲۴} بہ نیت حیا، سونے میں پردے میں پردہ رہے اس کا ہر طرح سے خیال رکھوں
 گا (سوتے وقت پاجامے پر تہبند باندھ کر مزید اوپر سے چادر اوڑھ لینا مفید ہے۔ جامعۃ المدینہ، مدنی قافلے
 اور گھر وغیرہ میں ہر جگہ سوتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہئے) {۲۵} مسجد میں گندگی نہ ہو اس لئے وضو
 خانہ فنائے مسجد میں ہونے کی صورت میں تیل کنگھی وہیں کروں گا اور جو بال جھڑیں گے اٹھالوں گا
 (اگر کوئی وضو کیلئے منتظر ہو تو نشست سے ہٹ کر تیل کنگھی کیجئے) {۲۶} بغیر اجازت کسی کی کوئی چیز
 استعمال نہ کر کے خود کو گناہ سے بچاؤں گا مثلاً استنجا خانے جانے کیلئے دوسروں کے چپل وغیرہ
 استعمال نہیں کروں گا بلکہ {۲۷} جن سے پہلے سے لین دین اور دوستی نہیں تھی ان سے ہلکی پھلکی
 چیزیں بھی عاریتہ نہ مانگ کر خود کو خلافِ مروّت کام سے بچاؤں گا اور اگر وہ چیز اُس کے استعمال میں
 ہے تو اُسے پریشانی نہ پہنچانے کی نیت بھی مد نظر رکھوں گا لہذا چپل، چادر، تکیہ وغیرہ کسی چیز کیلئے
 دوسروں سے سوا نہیں کروں گا {۲۸} وقفِ املاک کو نقصان سے محفوظ رکھنے، نمازیوں کو اذیت
 سے بچانے اور مسجد انتظامیہ کو پریشانی سے دور رکھنے کے لئے کھانا فنائے مسجد میں وہ بھی کھانے کی
 مخصوص دری یا دسترخوان وغیرہ بچھا کر اس پر کھاؤں گا، نماز کی دری پر ہرگز نہیں کھاؤں
 گا {۲۹} کھانا کم ہونے کی صورت میں بھوک کے باوجود ایثار کی نیت سے آہستہ آہستہ کھاؤں گا تاکہ

ضرور تقسیم فرمائیں۔ رَمَضَانَ الْبَارَكَ فِيهِ تَقْسِيمَ رَسَائِلِ كَاتِبِ الْوَأَبِ بَعْدَ زِيَادَةِ طَلْعِ الْوَأَبِ

(فیضانِ رمضان ص ۲۲۲ تا ۲۲۴)

(10): ”الوداعِ ماہِ رمضان کی 12 نیتیں“

{۱} ”الوداعِ ماہِ رمضان“ پڑھنے سننے کے ذریعے وعظ و نصیحت حاصل کروں گا {۲} اللہ ورسول

عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کی مَحَبَّت، مَاہِ رَمَضَانَ الْبَارَكَ کی اُلْفَتِ دَل میں

بڑھاؤں گا {۳} نیکیوں میں رغبت حاصل کروں گا {۴} گناہوں سے بچنے کا ذہن بناؤں گا۔ (یہ نیتیں

اسی صورت میں دُرُست ہوں گی جبکہ پڑھا جانے والا کلام شریعت کے مطابق ہو اور اُس میں وعظ و نصیحت وغیرہ

شامل بھی ہو) {۵} رَمَضَانَ الْبَارَكَ کی آخری گھڑی تک بارگاہِ الہی میں اپنی مغفرت کیلئے وَقْفًا قَمًا

گریہ وزاری کی کوشش کرتا ہوں گا۔ (آہ! آہ! آہ! ایک فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ

وَسَلَّمَ میں یہ بھی ہے: ”محروم ہے وہ شخص جس نے رَمَضَانَ کو پایا اور اس کی مغفرت نہ ہوئی کہ جب اس کی

رَمَضَانَ میں مغفرت نہ ہوئی تو پھر کب ہوگی!“ (مُعْتَمَدُ اَوْسَطِ ج ۵ ص ۳۶۶ حدیث ۷۶۷))

واسطہ رَمَضَانَ کا یارب! ہمیں توبخش دے

نیکیوں کا اپنے پلے کچھ نہیں سامان ہے (وسائلِ بخشش ص ۷۰۴)

صَلُّوْا عَلَيَّ الْحَبِيْبُ! صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيَّ مُحَمَّدًا

{۶} اس نیت سے ”الوداعِ ماہِ رمضان“ کے اجتماع میں شرکت کروں گا کہ نیکیوں کا جذبہ باقی رہے

بلکہ مزید بڑھے۔ (کیونکہ ماہِ رَمَضَانَ الْبَارَكَ میں نیک لوگوں کے اندر نیکیوں کا جذبہ بڑھ جاتا ہے)

{۷} بہت سے لوگ خوفِ خدا کے سبب گناہوں سے رُک جاتے ہیں مگر افسوس! رَمَضَانَ شریف

جوں ہی رخصت ہوتا ہے بے عملی ایک بار پھر بڑھ جاتی ہے اور نمازیوں کی تعداد میں بھی کمی آجاتی ہے، آہ! مسجدیں خالی خالی نظر آتی ہیں، ان تصوّرات کے ساتھ نہ صرف خود بھی بے عملی سے بچنے کی نیت سے بلکہ دوسروں کے متعلق دل میں کڑھن (یعنی دکھ) رکھ کر سوز و رقت کے ساتھ ماہِ رمضان کو الوداع کر کے اپنا خوفِ خدا بڑھاؤں گا {۸} آئندہ سال ماہِ رمضان نصیب ہونے کی آرزو اور اُس میں خوب خوب نیکیاں کرنے کی نیت شامل رکھ کر رو کر اس سال کے ماہِ رمضان کو الوداع کروں گا {۹} تَشْبُهَ بِالصّٰلِحِيْنَ (یعنی نیک لوگوں سے مشابہت) اختیار کروں گا کہ سَلَفِ الصّٰلِحِيْنَ (یعنی گزشتہ زمانے کے بُزرگانِ دین) رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِيْنُ رَمَضَانَ الْمُبَارَكَ كِيْ جَدَائِيْ پَرِغْمَكِيْنَ ہوتے تھے {۱۰} خائفین (یعنی خوفِ خدا رکھنے والوں) کے اجتماع کی برکات حاصل کروں گا (الْحَمْدُ لِلّٰهِ) اس طرح کے روح پرور اجتماعات دعوتِ اسلامی میں دیکھے جاسکتے ہیں {۱۱} اشعار کی صورت میں مانگی جانے والی دعاؤں میں شرکت کروں گا کہ الوداع کے بعض اشعار، اصلاحِ اعمال، خاتمہ بالخیر اور مغفرت وغیرہ کی دعا پر مشتمل ہوتے ہیں {۱۲} اللّٰهُ وَرَسُوْلٌ اَوْرَنِيْكَ اَعْمَالَ كِيْ مَحَبَّتِ فِيْ رُوْنِيْ كِيْ كُوْشَشِ كَرُوْنِ كَا كَهْ اَلْوَدَاعِ پڑھنے سننے والوں کو اللّٰهُ وَرَسُوْلٌ عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اور مَا اِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكَ كِيْ مَحَبَّتِ فِيْ عَمُوْمًا رُوْنِيْ كِيْ سَعَادَتِ نَصِيْبِ هُوْتِيْ هِيْ۔ جو علمِ نیت رکھتا ہے وہ مزید نیتیں بڑھا سکتا ہے۔

ہائے عطا بدکار کا ایل رہ گیا یہ عبادت سے غافل

اس سے خوش ہو کے ہونا روانہ الوداع الوداع آہ! رمضان (وسائلِ بخشش ص ۶۵۳)

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى مُحَمَّدٍ

صَلُّوْا عَلٰى الْحَبِيْبِ!

(فیضانِ رمضان ص ۱۹۲ تا ۱۹۳)

(11): ”قربانی کی کھالیں جمع کرنے کی نیتیں اور احتیاطیں“

دو فرامینِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالَى عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: {1} ”مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔“ (مُعْجَم کَبِیْر ج ۶ ص ۱۸۵ حدیث ۵۹۴۲) {2} ”اچھی نیت بندے کو جنت میں داخل کر دیتی ہے۔“ (الْفِرْدَوْسُ بِمَأْثُورِ الْخَطَّابِ ج ۴ ص ۳۰۵ حدیث ۶۸۹۵)

دومذنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا (۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

{1} رضائے الہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اچھی اچھی نیتیں کرتا ہوں {2} ہر حال میں شریعت و سنت کا دامن تھامے رہوں گا {3} قربانی کی کھالوں کے لئے بھاگ دوڑ کے ذریعے دعوتِ اسلامی کے ساتھ تعاون کروں گا {4} کوئی لاکھ بد سُنُو کی کرے مگر اظہارِ غصہ اور {5} بد اخلاقی سے پرہیز کر کے دعوتِ اسلامی کی ناموس و عزت کی حفاظت کروں گا {6} قربانی کی کھالوں کے سبب لاکھ مصروفیت ہوئی بلا عذر شرعی کسی بھی نماز کی جماعت تو کیا تکبیرِ اولیٰ بھی ترک نہیں کروں گا {7} پاک لباس مع عمامہ شریف اور تہبند شاپرو وغیرہ میں ڈال کر نمازوں کیلئے ساتھ رکھوں گا (حسب ضرورت بستے وغیرہ پر بھی رکھ سکتے ہیں۔ اس کی خاص تاکید ہے، کیوں کہ دُجُح کے وقت نکلا ہو اخون نجاستِ غلیظہ اور پیشاب کی طرح ناپاک ہے اور کھالیں جمع کرنے والے کا اپنے کپڑے پاک رکھنا انتہائی دشوار ہے۔ بہارِ شریعت جلد اول صفحہ 389 پر ہے: ”نجاستِ غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے، بے پاک کیے نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصدِ اُپڑھی تو گناہ بھی ہو اور اگر بہ نیتِ اسْتِخْفَاف (یعنی اس حکمِ شریعت کو ہلکا جان کر) ہے تو سُفْر ہو اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہوئی یعنی

ایسی نماز کا اعادہ واجب ہو اور قصد اُڑھی تو گنہگار بھی ہو اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے کہ بے پاک کیے نماز ہوگئی مگر خلاف سنت ہوئی اور اس کا اعادہ بہتر ہے“} {۸} مسجد، گھر، مکتب اور مدرسے وغیرہ کی ذریعوں، چٹائیوں، کارپیٹ، اور دیگر چیزیں خون آلود ہونے سے بچاؤں گا (وضو خانے کے گیلے فرش یا پائیدان وغیرہ پر بھی خون آلود پاؤں سمیت جانے سے بچنے اور وضو کرتے ہوئے خوب احتیاط کرنے کی ضرورت ہے ورنہ نجاست کی آلودگی اور ناپاک پانی کے چھینٹوں سے اپنے ساتھ دوسروں کو بھی ناپاک کر ڈالنے کا احتمال رہے گا) {۹} خون آلود بدبودار کپڑوں سمیت مسجد میں نہیں جاؤں گا (بدبو نہ بھی آتی ہو تب بھی ناپاک بدن یا کپڑا یا چیز مسجد میں لے جانا منع ہے۔ زخم، پھوڑے، کپڑے، عمامے، چادر، بدن یا ہاتھ منہ وغیرہ سے بدبو آتی ہو تو تب بھی مسجد کے اندر داخل ہونا حرام ہے۔ فیضانِ سنت جلد اول صفحہ نیچے سے 1217 پر ہے: مسجد کو (بدبو) سے بچانا واجب ہے ولہذا مسجد میں مٹی کا تیل جلانا حرام، مسجد میں دیاسلائی (یعنی مارجس کی تیلی) سلگانا حرام، حتیٰ کہ حدیث میں ارشاد ہوا: مسجد میں کچا گوشت لے جانا جائز نہیں۔ (ابن ماجہ ج ۱ ص ۴۱۳ حدیث ۷۴۸) حالانکہ کچے گوشت کی (بدبو) بہت خفیف (یعنی ہلکی) ہے {۱۰} قلم، رسید بک، پیڈ، گلاس، چائے کے پیالے وغیرہ پاک چیزوں کو ناپاک خون نہیں لگنے دوں گا (فتاویٰ رضویہ مَنَحَوَّجہ جلد 4 صفحہ 585 پر ہے ”پاک چیز کو (بلا اجازتِ شرعی) ناپاک کرنا حرام ہے“} {۱۱} جو دوسرے ادارے کو کھال دینے کا وعدہ کر چکا ہو گا اُس کو بد عہدی کا مشورہ نہیں دوں گا (آسان طریقہ یہ ہے کہ اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ آپ سارا ہی سال متنوّجہ رہئے اور خود ہی پہل کر کے کھال بک کروا کر رکھئے) {۱۲} اپنی طے شدہ کھال اگر کسی سنی ادارے کا آدمی لینے نہیں پہنچا، یا {۱۳} غلطی سے میرے پاس آگئی تو بہ نیتِ ثواب ادھر دے آؤں گا {۱۴} جو کھال دے گا ہو سکا تو اُس کو مکتبۃ المدینہ کوئی رسالہ یا پمفلٹ تحفہ پیش کروں گا {۱۵} نیز اُس کو ”شکریہ، جزاک اللہ“ کہوں گا (فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ۔ یعنی جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بھی شکر ادا نہ کیا۔ (ترمذی ج ۳ ص ۳۸۴ حدیث ۱۹۶۲)) {۱۶} کھال دینے والے پر انفرادی کوشش

کر کے اُس کو سنتوں بھرے اجتماع اور {۱۷} مدنی قافلوں میں سفر وغیرہ کی رغبت دلاؤں گا {۱۸} بعد میں بھی اُس سے رابطہ رکھ کر کھال دینے کے احسان کے بدلے میں اُسے مدنی ماحول میں لانے کی کوشش کروں گا اگر {۱۹} وہ مدنی ماحول میں ہو تو اُسے مدنی قافلے کا مسافر فرمایا {۲۰} مدنی انعامات کا عامل بناؤں گا یا {۲۱} کوئی نہ کوئی مزید مدنی ترکیب کروں گا (ذمے داران کو چاہئے کہ بعد میں وقت نکال کر کھال دینے والوں کا شکریہ ادا کرنے ضرور جائیں نیز ان سب محسنین کو علاقائی سطح پر یا جس طرح مناسب ہو اکٹھا کر کے مختصر آئینی کی دعوت اور لنگر رسائل وغیرہ کی ترکیب فرمائیں۔ رسائل کی دعوت اسلامی کے چندے سے نہیں جداگانہ ترکیب کرنی ہوگی) {۲۲} دُور و نزدیک جہاں سے بھی کھال اٹھانے (یابستہ یا کوئی سا کام سنبھالنے) کا ذمے دار اسلامی بھائی حکم فرمائیں گے، بلا رد و گد اطاعت کروں گا۔ (یہ نیتیں بہت کم ہیں، علم نیت سے آشنا مزید بہت ساری نیتیں نکال سکتا ہے)

(ابلق گھوڑے سوار ص ۴۱ تا ۴۴)

(12): ”قصاب کے لیے 20 مدنی پھول“

{1} پہلے کسی ماہر گوشت فروش کی نگرانی میں ذبح وغیرہ کا کام سیکھ لے کہ اُس نا تجربہ کار کیلئے یہ کام جائز نہیں جس کی وجہ سے کسی کے جانور کے گوشت اور کھال وغیرہ کو عرف و عادت (یعنی عام معمول اور دستور) سے ہٹ کر نقصان پہنچتا ہو۔

{2} ماہر گوشت فروش کو بھی چاہئے کہ جلد بازی یا لاپرواہی کے سبب کھال میں عرف و عادت سے زائد گوشت نہ لگا رہنے دے، اسی طرح چھچھڑے اتارنے میں بھی احتیاط سے کام لے کہ اس میں خواہ مخواہ بوٹی اور چربی نہ چلی جائے۔ نیز کھائی جانے والی ہڈیاں وغیرہ بھی پھینکنے کے بجائے ٹکڑے بنا کر گوشت ہی میں ڈال دے اور ماہر گوشت فروش کو بھی عرف و عادت سے ہٹ کر گوشت یا کھال کو نقصان پہنچانا جائز نہیں۔

{3} بقرہ عید میں عموماً بڑے جانور کا بھیجا اور زبان وغیرہ نکال کر سری کا بقیہ حصہ اور پائے کے گھر پھینک دیئے جاتے ہیں، اسی طرح بکرے کے سری پائے کے بھی کھائے جانے والے بعض اجزا خواہ مخواہ ضائع کر دیئے جاتے ہیں ایسا نہ کیا جائے اگر خود کھانا نہیں چاہتے تو کسی غریب مسلمان کو بلا کر احترام کے ساتھ دیجئے کہ اس طرح کے کافی افراد ان دنوں گوشت اور چربی وغیرہ کی تلاش میں پھر رہے ہوتے ہیں۔ نیز یہ بھی یاد رکھئے کہ بڑے جانور کے سری پائے مکمل چمڑے سمیت اصل کھال سے جدا کر لینے کی وجہ سے کھال کی قیمت میں کمی آتی ہے۔

{4} عام دنوں میں پونچھ کا گوشت دوسرے گوشت کے ساتھ وزن میں بیچا جاتا ہے جبکہ قربانی کے جانور کی پونچھ عموماً کھال میں ہی جانے دیتے ہیں اس سے اس کا گوشت ضائع ہو جاتا ہے، بلکہ بڑے جانور میں سے بعض اوقات کھال سمیت پونچھ کاٹ کر پھینک دیتے ہیں، یہ طریقہ بھی غلط ہے، اس طرح کرنے سے کھال کی قیمت میں بھی کمی آتی ہے۔

{5} جن ملکوں میں کھال کام میں لے لی جاتی ہے (مثلاً پاک و ہند میں) وہاں عرف سے ہٹ کر خواہ مخواہ ایسی جگہ ”گٹ“ لگا دینا جائز نہیں جس سے کھال کی قیمت میں کمی آجائے۔ گوشت فروشوں کو چاہئے کہ جس طرح اپنے ذاتی جانور کی کھال سنبھال کر اُدھیڑتے ہیں، دوسروں کے معاملے میں بھی اسی طرح کریں۔

{6} دُنبے کی چمٹی کی کھال اُدھیڑنے میں اس بات کا خیال رکھئے کہ چربی کھال میں باقی نہ رہے۔

{7} چھپڑے اور چربی ایک طرف جمع کر کے آخر میں چھپڑوں کی آڑ میں چربی بھی اٹھالے جانادھو کا اور چوری ہے۔ پوچھ کر بھی نہ لیں کہ ”سوال“ ہے اور بلا حاجت شرعی سوال جائز نہیں۔ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ہے: جو شخص حاجت کے بغیر لوگوں سے سوال کرتا ہے وہ منہ میں انگارے ڈالنے والے کی طرح ہے۔

(شَعَبُ الْإِيمَانِ ج ۳ ص ۲۷۱ حدیث ۳۵۱۷)

{8} بسا اوقات قربانی کے جانور میں سے بوٹی کا بہترین گول لو تھڑا چپکے سے ٹوکری میں سر کالیا جاتا ہے یہ صاف صاف چوری ہے۔ بلا اجازت شرعی مانگ کر لینا بھی دُزست نہیں۔ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ

وَالِهٖ وَسَلَّمْ ہے: ”جو مال میں اضافے کے لئے لوگوں سے سُوَال کرتا ہے وہ انگارے مانگتا ہے، اب اس کی مرضی ہے کہ انگارے کم جمع کرے یا زیادہ۔“ (مُسْلِم ص ۵۱۸ حدیث ۱۰۴۱) ہاں اگر لوگوں میں گوشت بانٹا جا رہا ہے اور گوشت فروش نے بھی لینے کیلئے ہاتھ بڑھادیا تو حَرَج نہیں۔

{9} گوشت کا ہر وہ حصہ جو عام دنوں میں استعمال میں لیا جاتا ہے، قربانی کے دنوں میں بھی کام میں لیا جائے۔ پھیپھڑے اور چربی وغیرہ کے ٹکڑے کر کے گوشت کے ساتھ تقسیم کر دینا مناسب ہے، اس طرح کی چیزوں کو پھینکا نہ جائے اگر خود کھانا یا گوشت کے ساتھ تقسیم کرنا نہیں چاہتے تو یوں بھی ہو سکتا ہے کہ جو ضرورت مند لینا چاہے اُسے بلا کر دے دیا جائے یا کسی کے حوالے کر دیا جائے کہ کسی ضرورت مند کو دے دے بلکہ احتیاط اسی میں ہے کہ خود ہی کسی مسلمان کے حوالے کر دیجئے۔ یہ مسئلہ یاد رہے کہ غیر مسلم بھنگیوں وغیرہ کو کھال تو کیا ایک بوٹی بھی قربانی کے گوشت میں سے دینا جائز نہیں۔

{10} اگر جانور کے گلے میں رسی، نتھ، چمڑے کا پٹا، گھنٹنگرو، ہار وغیرہ ہے تو ان سب کو چھری سے جُوں توں کاٹ کر نہیں بلکہ قاعدے کے مطابق کھول کر نکال لینا چاہئے تاکہ ناپاک نہ ہوں۔ بغیر نکالے ذبح کرنے کی صورت میں یہ چیزیں خون آلود ہو جاتی ہیں اور مسئلہ یہ ہے کہ بلا حاجت کسی پاک چیز کو قصداً (یعنی جان بوجھ کر) ناپاک کرنا حرام ہے۔ بالفرض ناپاک ہو بھی جائیں تب بھی ان کو پھینک نہ دیا جائے، پاک کر کے خود استعمال میں لائیں یا کسی مسلمان کو دیدیں۔ یاد رکھئے! (یعنی مال ضائع کرنا) حرام ہے۔

{11} چھری پھیرنے سے قبل جانور کے گلے کی کھال نرم کرنے کیلئے اگر پاک پانی کے برتن میں ناپاک خون والا ہاتھ ڈال کر چلّو بھرا تو چلّو کا اور اُس برتن کا تمام پانی ناپاک ہو گیا۔ اب یہ پانی گلے پر مت ڈالئے۔ اس کا آسان ساحل یہ ہے کہ جن کا جانور ہے اُسی سے کہتے وہ پاک صاف پانی کا گلاس بھر کر اپنے ہاتھ سے جانور کے گلے پر ڈالئے مگر یہ احتیاط کی جائے کہ گلاس سے پانی ڈالنے یا چھڑکنے کے دوران بیچ میں نہ کوئی اپنا خون آلود ہاتھ ڈالئے نہ ہی پانی والے گلے پر خون والا ہاتھ ملے یہ بات صرف قربانی کیلئے خاص نہیں، جب بھی ذبح کریں اس کا

خیال رکھئے۔

{12} ذبح کے بعد خون آلود چھری اور اسی خون سے لتھڑے ہوئے ہاتھ دھونے کیلئے پانی کی بالٹی میں ڈال دینے سے چھری اور ہاتھ پاک نہیں ہوتے الٹا بالٹی کا سارا پانی بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔ اکثر اسی طرح کے ناپاک پانی سے کھال اُدھیڑنے میں بھی مدد لی جاتی ہے اور یہی پانی گوشت کے اندرونی حصے میں جمع شدہ خون دھونے کیلئے بھی بہایا جاتا ہے گوشت کے اندر کا خون پاک ہوتا ہے مگر ناپاک پانی بہانے کے سبب یہ نقصان ہوتا ہے کہ یہ ناپاک پانی جہاں جہاں سے گزرتا ہے گوشت کے پاک حصے کو بھی ناپاک کرتا چلا جاتا ہے۔ ایسا مت کیجئے۔

{13} اجیر گوشت فروش کیلئے یہ ضروری ہے کہ بقرہ عید کے عرف و عادت (یعنی دستور) کے مطابق قربانی کے گوشت کی بوٹیاں بنا کر دے۔ بعض قضاہ جلد بازی کے سبب گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے بناتے، نلیاں بھی صحیح سے توڑ کر نہیں دیتے اور سری پائے بھی ثابت چھوڑ کر چل دیتے ہیں، ایسا نہ کیا کریں۔ اس طرح قربانی کروانے والے سخت آزمائش میں آجاتے ہیں اور بسا اوقات سری پائے وغیرہ پھینکنے پڑ جاتے ہیں۔ بعض لوگ صبر کرنے کے بجائے قضاہ کو بڑے بڑے اَلقَاب اور گالیوں سے نوازتے اور خوب گناہوں بھری باتیں کرتے ہیں۔ ہاں، اجارہ کرتے وقت قضاہ نے کہہ دیا ہو کہ سری پائے بنا کر نہیں دوں گا تو اب ثابت چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

{14} بعض قضاہ حرص کے سبب بہت زیادہ جانور ”بک“ کر لیتے ہیں اور ایک جگہ چھری پھیر کر دوسری جگہ چلے جاتے ہیں، پھر اُدھر گلا کاٹ کر پہلی جگہ واپس آکر کھال اُدھیڑنے لگتے ہیں اور اب دوسری جگہ والے ”انتظار“ کی آگ میں سلگتے ہیں۔ اس طرح لوگ بہت تکلیف میں آتے، باتیں بناتے، قضاہ کو بُرا بھلا کہتے ہیں اور پھر کئی گناہوں کے دروازے کھلتے ہیں۔ قضاہوں کو چاہئے کہ کام اُتنا ہی لیں جتنا سلیقے کے ساتھ کر سکیں اور کسی کو شکایت کا موقع نہ ملے۔

{15} قضاہ کو چاہئے کہ گوشت بناتے وقت حرام اُجڑا اُجڑا کر کے پھینک دے۔ جسے گوشت کھانا ہو اُس پر

ذبیحہ کی حرام چیزوں کی شناخت فرض اور مکروہ تحریمی اجزا کی پہچان واجب ہے تاکہ گناہوں بھری چیزیں نہ کھا ڈالے۔ (گوشت کے نہ کھائے جانے والے اجزا کا بیان آگے آرہا ہے)

{16} گوشت فروش کو چاہئے کہ قربانی کے دنوں میں پیسے کمانے کی حرص کے سبب شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 100 جانور غلط سلط کاٹ کر اپنی آخرت داؤ پر لگانے کے بجائے شریعت کے مطابق بے شک صرف ایک ہی جانور کاٹے، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ دونوں جہانوں میں اس کی خوب برکتیں پائے گا کہ پیسوں کے لالچ میں جلد بازی کی وجہ سے اس کام میں بسا اوقات بہت سارے گناہ کرنے پڑ جاتے ہیں۔

{17} بعض گوشت فروش بیچنے کے بڑے (اور چھوٹے) جانور کی کھال اتار لینے کے بعد گوشت کے اندر موجود دل میں کٹ لگا کر اس میں یا خون کی بڑی نس میں پائپ کے ذریعے پانی چڑھاتے ہیں، اس طرح کرنے سے گوشت کا وزن بڑھ جاتا ہے۔ اس طرح کا گوشت دھو کے سے بیچنا بھی حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ بعض مرغی کا گوشت بیچنے والے ذبح کے بعد مرغی کے پرتار کر پیٹ کی صفائی کر کے صرف دل اس میں لگا رہنے دیتے اور اس مرغی کو تقریباً 15 منٹ کیلئے پانی میں ڈال دیتے ہیں، اس طرح اس کے گوشت کا وزن تقریباً 150 گرام بڑھ جاتا ہے۔ ذبح شدہ کمزور بکرے کے ٹھنڈا ہونے کے بعد اس کی بونگ کے ذریعے گوشت میں منہ سے ہوا بھر کر گوشت کو پھلادیتے ہیں، گاہک گوشت لیکر گھر پہنچتا ہے تو ہوا نکل چکی ہوتی ہے اور گوشت کی تہ والی ہڈیاں رہ جاتی ہیں۔ یہ بھی سراسر دھوکا ہے، بالخصوص قربانی کے دنوں میں وزن سے بیچے جانے والے زندہ بکروں وغیرہ کو بیسن (یعنی چنے کا آٹا) کھلا کر اوپر خوب پانی وغیرہ پلا کر ان کا وزن بڑھا دیا جاتا ہے، ایسے جانور بھی یوں دھو کے سے بیچنا گناہ ہے۔ یاد رکھئے! حرام کمائی میں کوئی بھلائی نہیں۔ فرمانِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: جس نے حرام کا ایک لقمہ کھایا اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں کی جائیں گی اور اس کی دعا چالیس دن تک نامقبول ہوگی۔ (الْفَرْدُوسُ بِمَأْتِورِ الْخَطَابِ ج ۳ ص ۵۹۱ حدیث ۵۸۵۳) مزید ایک روایت میں ہے: ”انسان کے پیٹ میں جب حرام کا لقمہ پڑتا ہے، زمین و آسمان کا

ہر فرشتہ اُس پر اُس وقت تک لعنت کرتا ہے جب تک کہ وہ حرام لقمہ اُس کے پیٹ میں رہے اور اگر اسی حالت میں مر گیا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہو گا۔“ (مُكَاشَفَةُ الْقُلُوبِ ص ۱۰)

{18} دُرست کام کرنے میں یقیناً وقت زیادہ صرف ہو گا، اس پر ہو سکتا ہے ہم پیشہ افراد مذاق بھی اڑائیں مگر اس پر ÕóÈúÑ کیجئے، خبردار! کہیں شیطان لڑائی بھڑائی میں الجھا کر گناہوں میں نہ پھنسا دے!

{19} گوشت کا جو حصہ گو بر یا ذَنج کے وقت نکلے ہوئے خون والا ہو جائے، اُس کو جُدا رکھئے اور گوشت کے مالک کو بتا دیجئے تاکہ وہ اسے الگ سے پاک کر سکے۔ پکانے میں اگر ایک بھی ناپاک بوٹی ڈال دی تو وہ پوری دیگ کا تورمہ یا بریانی ناپاک کر دے گی اور اس کا کھانا حرام ہو جائے گا۔ (یاد رہے! ذَنج کے بعد گردن کے کٹے ہوئے حصے پر بچا ہو خون اور گوشت کے اندر مثلاً پیٹ میں یا چھوٹی چھوٹی رگوں میں جو خون رہ جاتا ہے وہ نیز دل، کلیجی وغیرہ کا خون پاک ہوتا ہے۔ ہاں دم مسْفُوح یعنی ذَنج کے وقت جو خون بہ کر نکل چکا وہ اگر کٹے ہوئے گلے وغیرہ کو لگ گیا تو ناپاک کر دے گا)

{20} جانور کاٹنے اور کٹوانے والے کو چاہئے کہ آپس میں اُجرت طے کر لیں کیوں کہ مسئلہ یہ ہے کہ جہاں دِلَالَةٌ (UNDERSTOOD) یعنی علامت سے معلوم ہو، یا صِرَاحَةً (یعنی کھلم کھلا، ظاہراً) اُجرت ثابت ہو وہاں طے کرنا واجب ہے۔ ایسے موقع پر طے کرنے کے بجائے اس طرح کہدینا: کام پر آ جاؤ دیکھ لیں گے، جو مناسب ہو گا دیدیں گے، خوش کر دیں گے، خرچی ملے گی وغیرہ الفاظ قطعاً کافی ہیں۔ بغیر طے کئے اُجرت لینا دینا گناہ ہے، طے شدہ سے زائد طلب کرنا بھی ممنوع ہے۔ ہاں جہاں ایسا معاملہ ہو کہ کام کروانے والے نے کہا: کچھ نہیں دوں گا، اُس نے کہدیا: کچھ نہیں لوں گا۔ اور پھر کام کروانے والے نے اپنی مرضی سے دے دیا تو اس لین دین میں کوئی حرج نہیں۔

(اہل حق گھوڑے سوار ص ۲۹ تا)